شمارہ: ۲ جلد: ۱۷ صفر المظفر ۱۴۳۴ھ دسمبر 2012ء
Email: khatmenubuwwat@ymail.com

مسلسل اشاعت کے ۱۵ سال

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

بعدیں

رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم 16

نئی صورتِ حال.... اُمید و یاس کی فضا 3

کمبل کس پر پھینکیں؟ 38

انبیائے کرام علیہم السلام کی مشترکہ سنتیں 8

قادیانی مسئلہ پر مشتمل قومی اسمبلی کا خفیہ ریکارڈ مل گیا 29

حیدرآباد میں توہینِ رسالت کا دلخراش واقعہ 51

www.khatm-e-nubuwwat.com, www.lolaak.clickhere2.net, www.laulak.info

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کا ترجمان

ماہنامہ

لولاک

ملتان

شمارہ: ۲ جلد: ۱۷

بانی: مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمود رحمۃ اللہ علیہ

زیر سرپرستی: شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب

زیر سرپرستی: حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر صاحب

نگران اعلیٰ: حضرت مولانا عزیز الرحمن جالندھری

نگران: حضرت مولانا اللہ وسایا

چیف ایڈیٹر: حضرت مولانا عزیز احمد

حضرت مولانا مفتی محمد شہاب الدین پوپلزئی

ایڈیٹر: صاحبزادہ حافظ مبشر محمود

مرتب: مولانا عزیز الرحمن ثانی

کمپوزنگ: یوسف ہارون

بیاد

امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
مجاہد ملت مولانا محمد علی جالندھریؒ
حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
حضرت مولانا عبدالرحمن میانویؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہؒ
حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
حضرت مولانا محمد شریف بہاولپوریؒ
صاحبزادہ طارق محمودؒ

مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مناظر اسلام مولانا لال حسین اخترؒ
خواجہ خواجگان حضرت مولانا خان محمد صاحبؒ
فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ
حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
شیخ الحدیث حضرت مولانا مفتی احمد الرحمنؒ
پیر حضرت مولانا شاہ نفیس الحسینیؒ
حضرت مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ
حضرت مولانا سعید احمد جلالپوریؒ

مجلس منتظمہ

علامہ احمد میاں حمادی	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
مولانا بشیر احمد	حافظ محمد یوسف عثمانی
مولانا محمد اکرم طوفانی	حافظ محمد ثاقب
مولانا فقیر اللہ اختر	مولانا مفتی حفیظ الرحمن
مولانا عبدالرشید غازی	مولانا قاضی احسان احمد
مولانا غلام حسین	مولانا محمد طیب فاروقی
مولانا محمد اسحاق ساقی	مولانا محمد علی صدیقی
مولانا غلام مصطفیٰ	مولانا محمد حسین ناصر
چوہدری محمد اقبال	غلام مصطفیٰ چوہدری ایڈووکیٹ
مولانا عبدالرزاق	مولانا محمد قاسم رحمانی

رابطہ: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت

حضوری باغ روڈ، ملتان فون :061-4783486

ناشر: عزیز احمد مطبع: تشکیل پرنٹرز ملتان مقام اشاعت: جامع مسجد ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کلمۃ الیوم

نئی صورت حال ...... امید و یاس کی فضا	مولانا اللہ وسایا	3

مقالات و مضامین

انبیائے کرام علیہم السلام کی مشترکہ سنتیں	حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ	8
رحمت عالم ﷺ	حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ	16
رحمت دو عالم ﷺ ...... ولادت سے بعثت تک	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی	20
صحابہ کرامؓ اور قرآن حکیم	مولانا عبدالمومن	21
عبرتناک انجام	مولوی محمد بلال	24
تبلیغی جماعت اور اکابرین ملت	سید محمد زین العابدین	26
قادیانی مسئلہ پر مشتمل قومی اسمبلی کا خفیہ ریکارڈ مل گیا	مولانا اللہ وسایا	29

رد قادیانیت

کاغذی کشتی	مولانا غلام رسول دین پوری	36
کمبل کہ ریچھ؟	مولانا اللہ وسایا	38
ظلمت سے نور تک (قسط نمبر:۲)	جناب اکرام اللہ	40
قادیانی جماعت ...... قادیانیوں کی نظر میں	مولانا قاضی احسان احمد	44

متفرقات

حیدرآباد میں توہین رسالت کا دلخراش واقعہ	نامہ نگار، رپورٹر	51
جماعتی سرگرمیاں	ادارہ	53

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم!

کلمۃ الیوم!

نئی صورتحال ...... امید و یاس کی فضا!

۱۱ر نومبر ۲۰۱۲ء کو اسلام آباد کنونشن سنٹر میں ملی یکجہتی کونسل کے زیر اہتمام ''اتحاد امت'' کانفرنس منعقد ہوئی۔ جس میں تنظیمات مدارس دینیہ پاکستان میں شامل پانچوں وفاقوں کے صدور اور سیکرٹریز جنرل، جمعیت علماء اسلام، جماعت اسلامی، جمعیت علماء پاکستان، جمعیت اہلحدیث، جماعت الدعوۃ، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت اور ان کے علاوہ تمام مذہبی، چھوٹی بڑی جماعتیں شریک تھیں۔

حضرت مولانا سلیم اللہ خان، حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی، حضرت مولانا فضل الرحمٰن، قاری محمد حنیف جالندھری، مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، حافظ حسین احمد صاحب، دیوبند کی مکتب کے نمائندگان اجلاس میں تشریف فرما تھے۔ اسی طرح بھرپور نمائندگی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ حضرات کی اس میں موجود تھی۔ جماعت اسلامی کی مرکزی اور چاروں صوبوں کی قیادت موجود تھی۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر حضرت مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، جناب خالد مبین اور فقیر راقم نے نمائندگی کی۔

ان تفصیلات کے بیان کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ملی یکجہتی کونسل کے سربراہ قاضی حسین احمد اور سیکرٹری جنرل جناب حافظ حسین احمد اور ان کی پوری ٹیم نے بھرپور محنت سے اسے کامیاب کیا اور بڑے عرصے بعد ملکی اور غیر ملکی مندوبین اور تمام مکاتب فکر کے مرکزی قائدین ایک دوسرے کے قریب ہوئے۔ توقع ہے کہ یہ کانفرنس ملک میں شیعہ، سنی، دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کے تنازعات کی شدت میں کمی لانے کا باعث بنے گی۔

آج ۵ر محرم الحرام ہے جب یہ سطور لکھی جارہی ہیں۔ ملک میں محرم کے حوالہ سے سخت تشویش پائی جاتی ہے۔ ان مکاتب فکر کے اکٹھا مل بیٹھنے کے اس عمل کو دشمن، فرقہ پرست، پیشہ ور، تخریب کار اور پاکستان دشمن قوتیں کبھی ٹھنڈے پیٹ ہضم نہیں کریں گی۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت خیر کا معاملہ فرمائے اور محرم الحرام کا عشرہ خیریت سے گزر جائے۔ اس کانفرنس کے پہلے دن کالعدم سپاہ صحابہ کے جماعتی رسالہ خیرپور سندھ سے جس کی اشاعت بنائی جاتی ہے۔ اس کے ادارتی رکن جناب محمد یونس قاسمی کا ایک مضمون روزنامہ اسلام میں شائع ہوا۔ اس کے یہ اقتباس کتنے حقیقت افروز ہیں:

الف...... ''ملی یکجہتی کونسل ۹۰ء کی دہائی میں اس وقت بنائی گئی جب پاکستان میں شیعہ وسنی قتل وقتال عروج پر تھا۔ آئے روز اہل تشیع کے سرکردہ افراد اور اسی طرح اہل سنت کے علماء وکارکنان قتل کئے جارہے تھے۔ فرقہ واریت کے حوالے سے ملکی حالات انتہائی تشویشناک تھے۔ انہی دنوں قاضی حسین احمد، مولانا سمیع الحق اور مولانا محمد ضیاء القاسمی کی کوششوں سے ملی یکجہتی کونسل کا قیام عمل میں لایا گیا۔ کونسل کا مقصد صرف اور صرف پاکستان میں شیعہ سنی فسادات کا خاتمہ اور فرقہ وارانہ ہم آہنگی تھا۔ کونسل کے متعدد اجلاس ہوئے۔ جن میں باہمی قتل وغارت

کی روک تھام اور فرقہ واریت کے خاتمے کے متعلق غور وخوض کیا گیا۔ کونسل میں مختلف دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث اور شیعہ جماعتیں شامل تھیں۔ اصل اختلاف کالعدم سپاہ صحابہ اور کالعدم تحریک جعفریہ کے مابین تھا۔ ان جماعتوں کی طرف سے کالعدم سپاہ صحابہ کی سپریم کونسل کے چیئرمین مولانا محمد ضیاء القاسمی، سرپرست اعلیٰ علامہ ضیاء الرحمٰن فاروقی اور تحریک جعفریہ کے سربراہ علامہ ساجد علی نقوی شریک ہوتے تھے۔''

ب...... ''اس لڑائی کا ایک فریق ملی یکجہتی کونسل کا اہم حصہ ہے۔ جبکہ دوسرا فریق کالعدم سپاہ صحابہ ہے جسے آج تک کونسل کے کسی بھی اجلاس میں بلانے کی دعوت نہیں دی گئی۔ کونسل کے سیکرٹری جنرل حافظ حسین احمد اس موقع پر جھنگ گئے تھے اور کالعدم سپاہ صحابہ کے موجودہ سربراہ علامہ محمد احمد لدھیانوی سے ملاقات کی اور انہیں اس حوالے سے اعتماد میں لیا کہ کونسل اب اسلامی نظریاتی کونسل کے ذریعے اپنے سترہ نکاتی لائحہ عمل کو قانون سازی کے لئے پارلیمنٹ بھیجنا چاہتی ہے۔ حافظ حسین احمد نے یہ بھی یقین دہانی کروائی کہ کونسل کا ایک وفد بہت جلد آپ سے ملاقات کر کے آپ کو کونسل میں شمولیت کی دعوت دے گا۔ مگر علامہ لدھیانوی یا ان کی جماعت سے کونسل کے کسی فرد نے ملاقات نہ کی۔ نہ کونسل میں شمولیت کی دعوت دی گئی۔ اب کونسل کے زیراہتمام ۱۱اور۱۲ نومبر کو اتحاد امت کے نام سے ایک کانفرنس منعقد ہو رہی ہے۔ لیکن اس میں ایک اہم فریق کو مکمل طور پر نظرانداز اور دوسرے کو نامناسب انداز میں پروموٹ کیا جارہا ہے۔''

ج...... ''کونسل کے تحت طے ہونے والا سترہ نکاتی لائحہ عمل یقیناً اس قابل ہے کہ اس حوالے سے قانون سازی کا مطالبہ عوامی سطح پر اٹھایا جائے۔ اگر اس لائحہ عمل پر قانون سازی ہو جائے یا اس کی فریقین پابندی کریں تو یقیناً تمام فرقہ وارانہ فسادات ختم ہو سکتے ہیں اور مذہبی دہشت گردی کا عفریت دم توڑ سکتا ہے۔ اس ضابطہ اخلاق کا متن یہ ہے:

۱...... اختلافات اور بگاڑ کو دور کرنے کے لئے ایک اہم ضرورت یہ ہے کہ تمام مکاتب فکر نظم مملکت اور نفاذ شریعت کے لئے ایک بنیاد پر متفق ہوں۔ چنانچہ اس مقصد کے لئے ہم ۳۱ سرکردہ علمائے کرام کے ۲۲ نکات پر متفق ہیں۔

۲...... ہم ملک میں مذہب کے نام پر دہشت گردی اور قتل وغارت کو اسلام کے خلاف سمجھنے، اس کی پرزور مذمت کرنے اور اس سے اظہار برأت کرنے پر متفق ہیں۔

۳...... کسی بھی اسلامی فرقے کو کافر اور اس کے افراد کو واجب القتل قرار دینا غیراسلامی اور قابل نفرت فعل ہے۔

۴...... نبی اکرم ﷺ کی عظمت وحرمت ہمارے ایمان کی بنیاد ہے اور آپ ﷺ کی کسی طرح کی توہین کے مرتکب فرد کے شرعاً قانوناً موت کی سزا کا مستحق ہونے پر ہم متفق ہیں۔ اس لئے توہین رسالت کے ملکی قانون میں ہر ترمیم کو مسترد کریں گے اور متفق ومتحد ہو کر اس کی مخالفت کریں گے۔ عظمت اہل بیت اطہار وامام مہدی، عظمت ازواج مطہرات اور عظمت صحابہ وخلفاء راشدین رضوان اللہ علیہم اجمعین ایمان کا جزء ہے۔ ان کی تکفیر کرنے والا دائرۂ اسلام سے خارج ہے اور ان کی توہین وتنقیص حرام اور قابل تعزیر جرم ہے۔

۵...... ایسی ہر تقریر و تحریر سے اجتناب کیا جائے گا جو کسی بھی مکتب فکر کی دل آزاری اور اشتعال کا باعث بن سکتی ہے۔

۶...... شرانگیز اور دل آزار کتابوں، پمفلٹوں اور تحریروں کی اشاعت، تقسیم و ترسیل نہیں کی جائے گی۔

۷...... اشتعال انگیز اور نفرت انگیز مواد پر مبنی کیسٹوں پر مکمل پابندی ہوگی اور ایسی کیسٹیں چلانے والا قابل سزا ہوگا۔

۸...... دل آزار، نفرت آمیز اور اشتعال انگیز نعروں سے مکمل احتراز کیا جائے گا۔

۹...... دیواروں، ریل گاڑیوں، بسوں اور دیگر مقامات پر دل آزار نعرے اور عبارتیں لکھنے پر مکمل پابندی ہوگی۔

۱۰...... تمام مکاتب فکر کے مقامات مقدسہ اور عبادت گاہوں کے احترام و تحفظ کو یقینی بنایا جائے گا۔

۱۱...... تمام مسالک کے اکابر کا احترام کیا جائے گا۔

۱۲...... جلسوں، جلوسوں، مساجد اور عبادت گاہوں میں اسلحہ خصوصاً غیر قانونی اسلحہ کی نمائش نہیں ہوگی۔

۱۳...... عوامی اجتماعات اور جمعہ کے خطبات میں ایسی تقریریں کی جائیں گی جن سے مسلمانوں کے درمیان اتحاد و اتفاق پیدا کرنے میں مدد ملے۔

۱۴...... عوامی سطح پر ایسے اجتماعات منعقد کئے جائیں گے جن سے تمام مکاتب فکر کے علماء بیک وقت خطاب کر کے ملی یک جہتی کا مظاہرہ کریں گے۔

۱۵...... مختلف مکاتب فکر کے متفقات اور مشترکہ عقائد و نکات کی تبلیغ و نشر و اشاعت کا اہتمام کیا جائے گا۔

۱۶...... باہمی تنازعات کو افہام و تفہیم اور تحمل و رواداری کی بنیاد پر طے کیا جائے گا۔

۱۷...... ضابطہ اخلاق کے عملی نفاذ کے لئے ایک اعلیٰ اختیاراتی بورڈ تشکیل دیا جائے گا۔ جو اس ضابطہ اخلاق کی خلاف ورزی کی شکایت کا جائزہ لے کر اپنا فیصلہ صادر کرے گا اور خلاف ورزی کے مرتکب کے خلاف کارروائی کی سفارش کرے گا۔　(روزنامہ اسلام ادارتی ۱۱ رنومبر ۲۰۱۲ء)

د...... یہ ہے وہ ضابطہ اخلاق جسے ملی یکجہتی کونسل میں شامل تمام جماعتوں نے منظور یا۔ مگر افسوس کسی نے بھی اس پر عمل درآمد نہیں کیا۔ اخباری اطلاعات کے مطابق اتحاد امت کانفرنس میں سعودی عرب، ترکی، ایران، مصر، افغانستان سمیت پوری دنیا اور برطانیہ کے ممتاز مذہبی سکالر و علماء کرام اس میں شریک ہو رہے ہیں۔ بہت اچھی بات ہے تاہم اس سے زیادہ ضروری یہ ہے کہ ملی یک جہتی کونسل اپنے اس ضابطہ اخلاق پر عمل درآمد کی سبیل پیدا کرے۔ اس ضابطہ اخلاق پر عمل درآمد سے یقیناً ملت میں یک جہتی کی فضاء پیدا ہوگی اور فرقہ واریت کے جن کو قابل میں رکھا جا سکے گا۔ فرقہ واریت کسی کے لئے بھی مفید نہیں اور جو لوگ فرقہ واریت کے مرتکب ہو رہے ہیں وہ اسلام کی کوئی خدمت نہیں کر رہے ہے۔

کالم نگار کے مضمون کی ایک ایک سطر سے فرقہ واریت کا خاتمہ کے لئے جدوجہد کو با مقصد اور کامیاب بنانے کے لئے جن خواہشات و جذبات کا اظہار کیا گیا ہے، وہ قابل تحسین ہیں۔ کالم نگار نے ملی یکجہتی کونسل کی تشکیل یعنی شیعہ، سنی تنازعہ کے خاتمہ کے لئے شیعہ سنی کو ایک جگہ بٹھانے، ملک کر مشترکہ لائحہ عمل تیار کرنے کے اس عمل میں مولانا محمد ضیاء القاسمی، مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کی کوششوں کا بڑا دخل قرار دے رہے ہیں اور یہ ہے بھی واقعہ۔ اور

اس پل کے نیچے گزرے بغیر شیعہ سنی کشیدگی ختم ہو بھی نہیں سکتی۔ البتہ یہ بات ایجنسیوں کے لئے تکلیف دہ ہوگی۔ وہ اپنے کارندوں کے ذریعہ گرم گرم بیانات واقدامات سے امن کو بھسم کریں گے۔ لیکن جہاں تک کالم نگار کے جذبات کا تعلق ہے اور جس طرح وہ موجودہ ملی یکجہتی کونسل میں کالعدم سپاہ صحابہ کی شرکت کے شدید خواہش مند ہیں اور وہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کے پریس سیکرٹری بھی رہے ہیں۔ تو لگتا ہے کہ اب یہ حضرات دوبارہ ملی یکجہتی کونسل میں شیعہ حضرات کے ساتھ کشادہ دلی سے بیٹھنے کے لئے تیار ہیں اور تیار بھی اس حد تک کہ ملی یکجہتی کونسل نے ۱۷ نکاتی جو مصالحتی فارمولہ پیش کیا تھا۔ جس پر کالعدم سپاہ کی مرکزی قیادت کے بھی دستخط تھے۔ اس کی شق نمبر ۳ یہ ہے:

''کسی بھی اسلامی فرقے کو کافر اور اس کے افراد کو واجب القتل قرار دینا غیر اسلامی اور قابل نفرت فعل ہے۔'' اس نکتہ پر ان حضرات کے دستخط ان کے جذبہ حب الوطنی کی دلیل ہیں اور پھر ان کا ملی یکجہتی کونسل میں شیعہ حضرات کے ساتھ مل کر بیٹھنے کے لئے تیار ہونا، اس مرحلہ پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن اور جناب ساجد علی نقوی کا فرض بنتا ہے کہ ان کو باضابطہ ایم ایم اے کی مجوزہ بحالی میں شریک کریں۔

حضرت مولانا سمیع الحق، جناب سید منور حسن اور مولانا محمد احمد صاحب دفاع کونسل میں جناب ساجد علی نقوی کو شریک کریں۔ ویسے تمام مکاتب فکر کے مدارس کی تمام تنظیمات، دفاع پاکستان کونسل میں شریک ایک آدھ جماعت کے علاوہ باقی تمام جماعتوں کے قائدین کی اس اتحاد امت کانفرنس میں شرکت سے یہ تاثر ابھرا ہے جس پر ایک خطیب نے بڑا شدید تبصرہ بھی کانفرنس کے دوران کیا کہ ''جو لوگ اتحاد امت کانفرنس میں شریک نہیں ہوئے انہیں ملی یکجہتی کونسل امت میں داخل نہیں سمجھتی، یا وہ اتحاد کے حامی نہیں۔''

بہر حال خدا کرے کہ محرم خیریت سے گزر جائے اور متحارب گروہ ایک ساتھ جس طرح مل بیٹھنے کے لئے بے قراری کا اظہار کر رہے ہیں۔ یہ ناؤ چل پڑے تو ملک کے لئے مفید ہوگا۔ لیکن خدشہ ہے کہ ایجنسیاں اور اس کی پیداوار ضرور اپنا ہاتھ دکھائیں گے۔ اللہ تعالیٰ فضل فرمائے۔

اس کانفرنس میں حضرت مولانا محمد حنیف جالندھری نے سید منور حسن کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آنے والے الیکشن میں دوسری پارٹیوں سے اتحاد کی بجائے مذہبی جماعتوں کا اتحاد بننا چاہئے۔ ورنہ تاریخ ہمیں معاف نہیں کرے گی۔ اسی طرح اپنے خطاب میں مولانا محمد رفیع عثمانی نے بھی فرمایا کہ اگر مذہبی جماعتیں الیکشن میں اکٹھی نہ ہوئیں اور مذہبی ووٹ تقسیم ہوگئے تو دینی جماعتوں کے سربراہ برابر کے ذمہ دار ہوں گے۔ اسی طرح اسٹیج پر جب حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اور جناب سید منور حسن ایک دوسرے سے ملے تو پورا ہاؤس کھڑے ہو کر نعرے لگانے لگا۔

اس سے سمجھا جاسکتا ہے کہ پوری قوم تمام فرقوں کا اتحاد اور مذہبی قوتوں کو یکجا دیکھنے کی خواہش مند ہے۔ لیکن آج مورخہ ۲۰ رنومبر ۲۰۱۲ء روزنامہ جنگ ملتان کے فرنٹ پیج پر تین کالمی سرخی ہے۔ جناب نواز شریف فرماتے ہیں: ''جماعت اسلامی، فنکشنل لیگ اور ہم خیال سے اتحاد ہوسکتا ہے۔'' یہ خبر بتاتی ہے کہ دینی جماعتوں کے اتحاد میں جماعت اسلامی کا شریک ہونا بہت مشکل امر ہے۔ اگر یہی صورت حال رہی تو...... تیل دیکھو تیل کی دھار دیکھو۔ بعض مسائل کا حل وقت تلاش کرتا ہے۔ آخر میں مولانا حافظ حسین احمد صاحب سے استدعا ہے کہ حسب وعدہ وہ مولانا محمد احمد لدھیانوی کو باضابطہ ملی یکجہتی کونسل میں شرکت کی دعوت دیں۔ جب وہ تیار ہیں۔ جیسا کہ ان کے

ترجمان کے کالم سے ظاہر ہے تو آپ بھی عہد کی پابندی کریں۔ کہیں سے تو خیر کی خبر ملے؟۔ ورنہ ہمیں تو ''پل فاروق آباد'' کے واقعہ نے پریشان کر رکھا ہے۔ چلیں بس کرتے ہیں۔ سارے جہاں کا درد ہم اپنے سر کیوں لیں؟

یہاں تک پہنچا تھا کہ آج کے اخبار خبریں ملتان ص۳ کالم ۳،۴ پر ملک محمد اسحاق صاحب کی یہ خبر شائع ہوئی: ''علامہ ساجد نقوی تبرا بند کرادیں۔ دل آزاری نہ کرنے کی تحریری ضمانت دیتے ہیں۔''

خبریں ملتان ۲۰ر نومبر ۲۰۱۲ء اس خبر سے خوشی ہوئی کہ دونوں فریق اگر چاہیں اور کوئی اللہ کا بندہ درمیان میں کردار ادا کرے تو یہ فتنہ انگیزی فرو ہوسکتی ہے۔ الیس منکم رجل رشید!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے شعبہ نشر واشاعت سے متعلق ضروری وضاحت!

پچھلے دنوں چند پمفلٹ شائع ہوئے:

۱...... مسلمانو سنو! گنبد خضریٰ کی پکار۔ اسے شبان ختم نبوت نے شائع کیا۔

۲...... ڈاکٹر عبدالسلام قادیانی تصویر کا دوسرا رخ۔ یہ تحریک تحفظ ختم نبوت پوسٹ بکس نمبر ار جڑانوالہ فیصل آباد نے شائع کیا۔

۳...... شیزان اور دیگر قادیانی مصنوعات کا بائیکاٹ کیوں ضروری ہے۔ یہ مرکز سراجیہ گلی نمبر ۴ر اکرم پارک غالب مارکیٹ گلبرگ ۳ر لاہور سے شائع ہوا۔

۴...... یہی پمفلٹ کسی بہی خواہ نے عالمی مجلس کے مرکزی دفتر کی اطلاع کے بغیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان کے نام پر شائع کیا۔

۵...... یہ آواز ہے ناموس مصطفیٰ ﷺ کے لئے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی اطلاع کے بغیر عالمی مجلس کے نام شائع کیا اور ویب سائٹ پر شبان کا نام بھی دیا۔

مزید برآں یہ کہ ان تمام پمفلٹ پر ویب سائٹ کا ایک ہی ایڈریس درج ہے۔ جو یہ ہے:

www.endofprophethood.com

اس سے تاثر یہ ملتا ہے کہ یہ سب ادارے ایک ہیں۔ حالانکہ یہ واقعہ کے خلاف ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت تمام دوستوں سے درخواست گزار ہے کہ:

۱...... ہر ادارہ اپنی ویب سائیڈ کا پتہ دے۔

۲...... جو شخص یا ادارہ پمفلٹ مرتب کرے وہ اپنے نام پر شائع کرے۔

۳...... کوئی شخص پمفلٹ، تحریر، رسالہ، کتاب مرتب کر کے بغیر اجازت کے عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام پر شائع نہ کرے۔

ختم نبوت کا جو شخص کام کرتا ہے۔ لٹریچر چھاپتا ہے۔ آئین کے دائرہ میں جدوجہد کرتا ہے۔ وہ سب ایمان کا حصہ اور تقاضہ ہے۔ لیکن اخلاقی، جماعتی، دستوری تقاضہ یہ ہے کہ مشترکہ پتہ اور بغیر اطلاع واجازت کے کسی دوسرے ادارہ کے نام پر شائع کرنا بالکل مناسب نہیں ہے۔ (مرکزی ناظم تبلیغ)

انبیائے کرام علیہم السلام کی مشترکہ سنتیں!

شیخ الحدیث مولانا عبدالمجید لدھیانوی مدظلہ!

بموقع......توحید وسنت کانفرنس......بتاریخ......۱،۷،۲۰۱۲......بمقام......مانچسٹر (برطانیہ)

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَنُؤْمِنُ بِهٖ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ وَنَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَنَشْهَدُ اَنَّ سَيِّدَنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَعَلٰى آلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْنَ. اَمَّا بَعْدُ! فَقَدْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ اَلْعُلَمَاءُ وَرَثَةُ الْاَنْبِيَاءِ وَاِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا وَّلَا دِرْهَمًا اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ مَنْ اَخَذَهٗ اَخَذَهٗ بِحَظٍّ وَافِرٍ اَوْ كَمَا قَالَ عَلَيْهِ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ. صَدَقَ اللّٰهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ وَصَدَقَ رَسُوْلُهُ النَّبِيُّ الْكَرِيْمُ وَنَحْنُ عَلٰى ذٰلِكَ لَمِنَ الشَّاهِدِيْنَ وَالشَّاكِرِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ. اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ كَمَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى عَدَدَ مَا تُحِبُّ وَتَرْضٰى. اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّيْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَيْهِ .

تمہید

گذشتہ اتوار آپ کے ملک میں تحفظ ختم نبوت کے عنوان سے کانفرنس تھی اور اس میں سارے بیانات ختم نبوت کے سلسلے میں ہوئے، اور اس کے بعد بھی جو علماء کرام تشریف لائے تھے۔ وہ ملک کے مختلف حصوں میں مختلف عنوانات پر بیانات کرتے رہے اور اکثر و بیشتر ان کے بیانات کا مرکزی نقطہ نظر بھی ختم نبوت ہی رہا۔ آج یہ اجتماع جس میں حاضری کی مجھے سعادت حاصل ہوئی۔ جس پر میں اس کے منتظمین کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ چونکہ جمعیت العلماء کے عنوان سے یہ اجتماع بلوایا گیا ہے اور اس کا موضوع متعین کیا گیا ہے ''توحید وسنت''۔

تو میں اس بارے میں بہت متفکر تھا کہ علماء کے مجمع میں توحید وسنت کے عنوان پر میں کیا کہوں جو بات پہلے نہ کہی گئی ہو۔ وہ عنوان میرے ذہن میں نہیں آ رہا تھا۔ اللہ بھلا کرے ہمارے مولانا عبدالمنان صاحب زید مجدہم کا کہ انہوں نے اپنی عالمانہ تقریر میں سنت کے لفظ کو جو وسعت دی ہے اور اس سنت کے لفظ کو جو حاوی قرار دیا ہے تو اس سے مجھے بھی تھوڑا سا بات کا سراغ مل گیا تو میں بھی اسی عنوان پر دو چار باتیں آپ حضرات کی خدمت میں عرض کرتا ہوں۔ چونکہ میں واعظ یا مقرر نہیں ہوں۔ میری زندگی درس گاہ میں گزری ہے۔ میں درس گاہی ہوں۔ اس لیے میری گفتگو کا انداز طالب علمانہ اور درس گاہی ہے۔ اس میں خطیبانہ خوبیاں تلاش کرنے کی کوشش نہ کرنا۔ بلکہ بات کو ذرا سمجھنے کی کوشش کرنا۔

حدیث مبارکہ کا مفہوم

یہ روایت جو میں نے آپ کے سامنے پڑھی ہے (میرا خیال یہ ہے کہ یہاں مجمع زیادہ علماء کا ہی ہے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''العلماء ورثۃ الانبیاء'' علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے وارث ہیں۔اب یہاں طالب علمانہ بات ہے کہ یہاں رسول اللہ ﷺ نے صرف اپنی ذات ذکر نہیں کی۔انبیاء علیہم السلام کی ذکر کی ہے۔ پوری جماعت انبیاء کا ذکر ہے''ورثۃ الانبیاء''فرمایا میری امت کے علماء جو ہیں یہ پورے انبیاء کرام علیہم السلام کے ترجمان اور ان کے وارث ہیں۔،تمام انبیاء علیہم السلام کی وراثت کے مالک ہیں۔تو انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت ہے جو حضرت آدم علیہ السلام سے شروع ہوئی اور سرور کائنات ﷺ پر اختتام ہوا۔اور آپ ﷺ کے بعد جو بھی نبوت کا لفظ استعمال کرتا ہے۔کسی معنی سے استعمال کرتا ہے۔کسی انداز میں استعمال کرتا ہے۔وہ سب جھوٹ ہے۔نبوت ختم ہوگئی سرور کائنات ﷺ کی ذات پر تو انبیاء علیہم السلام کی ایک جماعت ہے۔

سنن انبیاء علیہم السلام کی اہمیت

انبیاء علیہم السلام کی جماعت کی بعض بعض سنتیں ایسی ہیں کہ جو سب انبیاء علیہم السلام میں مشترک ہیں اور حدیث شریف میں یہ ایک مستقل عنوان ہوتا ہے۔حضور ﷺ فرماتے ہیں''ھذا من سنن المرسلین''بہت ساری سنتوں کا تذکرہ کرتے ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا یہ رسولوں کی سنت ہے۔یہ''من سنن المرسلین''ہے اور جس وقت کسی چیز کو سنن المرسلین قرار دے دیا جائے تو آپ جانتے ہیں کہ اس کی اہمیت بہت بڑھ جاتی ہے کہ یہ ایک نبی کی سنت نہیں۔بلکہ سارے نبیوں کی سنت ہے۔سنت کا جو ذخیرہ ہے۔ہم چونکہ آنکھوں میں سرمہ لگانے سے لے کر،بالوں میں کنگھی کرنے سے لے کر زندگی کے ہر شعبے میں،شخص کی تکمیل میں،معاشرے کی تکمیل میں،کوئی شعبہ چھوڑا ہوا نہیں ہے جو سنت کے اندر واضح طور پر ہمارے سامنے رکھ نہ دیا گیا ہو۔بہت جامعیت ہے اس میں اور ہمارے ہاں عام طور پر سنت کے لفظ کے تحت جیسا کہ مولانا نے ارشاد فرمایا یہ عام معاملات کی جو سنتیں ہوتی ہیں۔وہ تو عام ہیں۔لیکن بعضے پہلو انبیاء علیہم السلام کی زندگی کے ایسے ہیں کہ ان کو اگر اجاگر کیا جائے تو جہاں شخصی تکمیل شریعت کے ساتھ ہوتی ہے۔وہاں جماعتی تکمیل بھی اس کے ساتھ ہو جاتی ہے۔امت کے اندر اجتماعیت پیدا کرنے کے لیے ان سنتوں کو اجاگر کرنا۔یہ بھی اس وقت کی بہت بڑی ضرورت ہے۔

انبیاء علیہم السلام ورسل کی تعداد

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر سرور کائنات ﷺ تک تعداد کتنی ہے؟ صحیح تعداد اللہ جانتے ہیں۔لیکن ایک روایت میں ذکر ہے کہ حضور ﷺ سے پوچھا گیا۔حضرت ابوذر غفاریؓ سے روایت ہے۔مشکوٰۃ میں مذکور ہے کہ یا رسول اللہ! انبیاء علیہم السلام کی تعداد کتنی ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار،اور ان میں سے رسول کتنے ہیں؟ فرمایا تین سو تیرہ۔لیکن چونکہ وہ خبر واحد ہے۔علمی اصطلاح کے مطابق وہ عقیدے کا فائدہ نہیں دیتی۔

اس لیے ہم ہمیشہ ذکر یوں کیا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جتنے انبیاء کرام علیہم السلام آئے وہ

ایک لاکھ چوبیس ہزار ہوں یا کم وبیش جتنے بھی ہیں۔ اللہ کے علم کے مطابق ہم سب پر ایمان لاتے ہیں۔ تین سو تیرہ رسول ہیں یا اللہ کے علم میں جتنے بھی ہیں۔ تین سو تیرہ ہوں یا کم وبیش جو بھی ہوں۔ ہم ان کے اوپر ایمان لاتے ہیں۔ پوری جماعت انبیاء علیہم السلام میں سے بعض کا ناموں کی صراحت کے ساتھ قرآن میں تذکرہ ہے اور بعض کے متعلق اجمال ہے کہ ان کا ذکر قرآن میں نہیں ہے۔

ایک نبی کی تکذیب تمام انبیاء علیہم السلام کی تکذیب ہے

لیکن ایک بات پوری شریعت کے اندر قرآن وحدیث کی روشنی میں مذکور ہے کہ تمام انبیاء کرام علیہم السلام آدم علیہ السلام سے لے کر سرور کائنات ﷺ تک۔ یہ ایک جماعت تھے اور اس جماعت کی ایک خصوصیت تھی کہ ایک نبی کا انکار تمام نبیوں کا انکار ہے۔ ایک نبی کا انکار سب نبیوں کا انکار ہے۔ نبی پر ایمان تب سمجھا جائے گا۔ جب آدم علیہ السلام سے لے کر سرور کائنات ﷺ تک جتنے آنے والے ہیں۔ ان سب پر ایمان لاؤ۔ قرآن کریم میں جہاں رسولوں کا تذکرہ ہے۔ وہاں ایک رسول کی تکذیب کو مرسلین کی تکذیب قرار دیا ہے اور ایک نبی کا انکار کرنے والا ویسا ہی کافر ہے جیسے پوری جماعت انبیاء علیہم السلام کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ انبیاء علیہم السلام کا یہ اتفاق اور ہر نبی دوسرے نبی کو اپنے بھائیوں کی طرح سمجھے اور ایک دوسرے کا احترام، ایک دوسرے کا اکرام یہ انبیاء علیہم السلام کی خصوصیت تھی۔ کوئی نبی برداشت نہیں کر سکتا کہ اس کے سامنے کسی نبی کی گستاخی کی جائے۔

ایک نبی دوسرے کی تنقیص برداشت نہیں کر سکتا

حدیث شریف میں ایک واقعہ آتا ہے کہ مدینہ منورہ میں ایک یہودی کا ایک مسلمان کے ساتھ جھگڑا ہو گیا۔ ضرورت پیش آئی تو یہودی نے قسم کھاتے ہوئے کہہ دیا ’’میں اس اللہ کی قسم کھاتا ہوں جس نے موسیٰ علیہ السلام کو جہانوں کے مقابلہ میں چنا ہے۔‘‘ ’’اصطفیٰ موسی علی العالمین ‘‘مسلمان سے یہ بات برداشت نہ ہوئی اس نے سمجھا کہ یہ تو موسیٰ علیہ السلام کو فضیلت دے رہا ہے حضور ﷺ پر۔ تو اس نے ایک تھپڑ لگایا اس کے اور کہا ’’علیٰ محمد ‘‘ کیا محمد ﷺ کے مقابلہ میں بھی موسیٰ علیہ السلام کو چنا۔ یہودی سیدھا سرور کائنات ﷺ کی خدمت میں پہنچ گیا۔ جا کے واقعہ ذکر کیا۔ آپ ﷺ نے مسلمان کو ڈانٹا اور کہا کہ اس میں غصہ کرنے کی کونسی بات تھی؟ قیامت کے دن جس وقت ساری مخلوق بے ہوش ہوگی۔ میں ہوش میں آؤں گا اور میں یہ سمجھوں گا کہ سب سے پہلے ہوش میں میں آیا ہوں۔ لیکن میں جب دیکھوں گا تو موسیٰ علیہ السلام اللہ کے عرش کا پایہ پکڑے ہوئے ہوں گے۔

مجھے نہیں معلوم کہ وہ بے ہوش ہی نہیں ہوئے یا بے ہوش تو ہوئے تھے۔ لیکن مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت ذکر کر دی اور اس مسلمان کو تنبیہ کی کہ موسیٰ علیہ السلام کی فضیلت سن کر تمہارے اندر یہ غصے کی کیفیت کیوں پیدا ہوئی۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک نبی اپنے سامنے دوسرے نبی کی تنقیص برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ ایک ایسی اجتماعی سنت ہے انبیاء علیہم السلام کی کہ جس کے خلاف کوئی واقعہ نہیں ہے تو ہم علماء کو کم از کم اس سنت کی رعایت رکھتے ہوئے ’’ورثة الانبیاء ‘‘ ہونے کے طور پر اس بات کو ملحوظ رکھنا چاہیے کہ ہم سارے کے

سارے آپس میں بھائی ہیں اور ایک دوسرے کی عزت، ایک دوسرے کا اکرام۔ یہ ہمارا اخلاقی فریضہ ہے اور ہم ایک دوسرے کی تنقیص نہ کریں۔ نہ کسی کو کرنے دیں۔

تمام انبیاء علیہم السلام ہر قسم کے تعصب سے پاک تھے

پھر آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ انبیاء علیہم السلام سارے کے سارے عرب میں تو نہیں آئے۔ پوری دنیا کے مختلف خطوں میں آئے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں علاقائی اختلاف بھی تھا اور خود قرآن کریم کا اعلان ہے کہ ہم نے جو رسول بھیجا اپنی قوم کی زبان میں بھیجا۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ان میں لسانی اختلاف بھی تھا۔ علاقے بھی مختلف، لسانیات بھی مختلف، قومیں اور قبیلے بھی مختلف، قوم ہود میں سے، قوم ثمود میں سے، قوم مدین میں سے۔ قرآن کریم نے ہر ایک کا قبیلہ ذکر کیا ہے کہ کوئی قوم ثمود تھی، کوئی ہود تھی۔ ان میں سے انبیاء علیہم السلام ہم نے اٹھائے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ ان کے قبائل بھی مختلف تھے، انبیاء علیہم السلام کے قبائل مختلف، انبیاء علیہم السلام کے زمانے مختلف، انبیاء علیہم السلام کے علاقے مختلف۔ لیکن اس سب کے باوجود وہ سارے کے سارے ایسے تھے کہ ان میں نہ کوئی علاقائی تعصب، نہ کوئی لسانی تعصب اور نہ کوئی قبائلی تعصب تھا۔

علماء کرام کی ذمہ داری

اور یہ انبیاء علیہم السلام کی اجتماعی سنت ہے جس کا اپنانا ہمارے ذمے فرض ہے اور اسلام نے آکر ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ''کلکلم بنی آدم وآدم من تراب'' تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو۔

علاقائی تعصب جہالت ہے، لسانی تعصب جہالت ہے، قبائلی تعصب جہالت ہے،

حدیث شریف کے اندر مستقل ابواب اس کے اوپر رکھے گئے ہیں تو آج ہم اس سنت کو کیوں بھولے بیٹھے ہیں کہ ہم علاقائی تعصب میں مبتلاء ہو کر امت کو پارہ پارہ کر رہے ہیں۔ لسانی تعصب میں آکر امت کو برباد کر رہے ہیں۔ قبائلی تعصب میں آکر امت کو تباہ کر رہے ہیں۔ کیا انبیاء علیہم السلام کی اجتماعی سنت جو ہے اس کو اپنانے کی ضرورت نہیں ہے؟۔

اگر ہم اس سنت کو پیش نظر رکھیں تو وہ بات صادق آئے گی جو حضور ﷺ نے فرمایا کہ مسلمان کی مثال تو اس طرح ہے جس طرح ''بنیان مرصوص'' ہوتی ہے کہ ایک دوسرے کے ساتھ جڑے ہوئے اور ایک دوسرے کو سنبھالتے ہیں۔ کالے گورے کے تعصب کو حضور ﷺ نے ختم کیا۔ علاقائی تعصب کو ختم کیا۔ ہر چیز کو ختم کر کے ایک نقطے پر سب کو جمع کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک باعزت انسان وہ ہے جو متقی ہے۔ اب دو ہی قسمیں ہیں یا کافر یا مؤمن۔ اب تیسری کوئی قسم نہیں۔ مؤمن سارے کے سارے ایک پارٹی ہیں اور کافر سارے کے سارے ایک پارٹی ہیں۔ اتحاد اگر ہے تو تقویٰ پر ہے۔ اسلام پر ہے۔ صراحت ہے حدیث میں کوئی فضیلت نہیں گورے کو کالے پر۔ کوئی فضیلت نہیں عربی کو عجمی پر۔ نام لے کر آپ نے اس کی صراحت فرمائی ہے کہ اگر تمہارا اتفاق واتحاد ہے تو:

ایمان کے رشتے سے ہے، قرآن کے رشتے سے ہے، تقویٰ کے رشتے سے ہے۔

اس چیز کو ملحوظ رکھا جائے اور یہ سارے کے سارے تعصبات ختم کر دیے جائیں تو یہ ایک سنت اپنانے کے

ساتھ پوری کی پوری امت ’’بنیان مرصوص ‘‘بن جائے گی۔ایک تو یہ اجتماعی سنت ہے اپنانے کی جس کی طرف توجہ بہت کم ہوتی ہے اور خاص طور پر علماء پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ یہ ساری کی ساری جاہلیتیں حضور ﷺ نے ختم کی تھیں۔آج ہم اس نقطے پر لوگوں کا ذہن بنائیں کہ بھائی علاقائی تعصب کوئی چیز نہیں۔لسانی تعصب کوئی چیز نہیں۔قبائلی تعصب کوئی چیز نہیں۔مسلمان مسلمان ہونے کی حیثیت سے متحد ہوں۔ان کا اتحاد قرآن پر ہے۔ان کا اتحاد رسول اللہ ﷺ کی ذات پر ہے۔ان چیزوں کو پیش کیا جائے تو یہ سارے فسادات کی جڑ اکھیڑ دیں گی جو مسلمانوں نے آپس میں پیدا کرلیا ہے اور امت پارہ پارہ ہو رہی ہے۔اس لئے اس سنت کو بھی سامنے رکھنے کی اور اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

دعوت و تبلیغ بغیر اجرت کے تمام انبیاء علیہم السلام کی مشترکہ سنت ہے

دوسری بات جو تمام انبیاء علیہم السلام کی سنت میں مشترک نظر آتی ہے۔انبیاء علیہم السلام کے بیانات قرآن کریم میں آپ پڑھیں۔جس وقت وہ قوم کے سامنے بیان کرنے کے لیے بیٹھتے ہیں اور کافر قوموں کو اپنی دعوت قبول کرنے کی طرف بلاتے ہیں تو یہ جملہ قرآن کریم میں آپ نے کتنی دفعہ پڑھا ہے۔ان کا اعلان ہوتا ہے: ’’لا اسئلکم علیه اجرا ان اجری الا علی اللّٰه ‘‘بھائی میری یہ کوشش جو ہے یہ پیسے کمانے کے لیے نہیں ہے۔میرا اجر اللہ کے ذمے ہے۔یہ ہے ان کا اخلاص اس اخلاص کی دولت کے ساتھ دعوت پھیلی ہے۔

اور جس وقت دوسروں کے ذہن میں یہ بات آجائے کہ اگر چہ یہ نام مذہب کا استعمال کر رہے ہیں۔اصل مقصد ان کا پیسے کمانا ہے تو آپ جانتے ہیں کہ عزت ختم ہو جاتی ہے۔اخلاص ہو اور اس اخلاص کے ساتھ کوشش کی جائے۔اجر صرف آخرت میں ملحوظ رکھا جائے۔لوگوں پر یہ اثر ڈالا جائے کہ ہماری یہ کوشش مال اکٹھا کرنے کے لیے نہیں۔بلکہ ہم یہ کوشش کر رہے ہیں تو محض اللہ کی رضا کے لیے کر رہے ہیں اور ایک عالم اور اس کی طرف طمع کی نسبت یہ علم کی عظمت کو ختم کر دیتی ہے۔جیسے میں نے عرض کیا۔ہر رسول کا یہ اعلان ہے۔

ارباب العلم کون ہیں؟

سرور کائنات ﷺ کے بعد حضرت عمرؓ کے زمانہ میں ایک بہت بڑے یہودی عالم مسلمان ہوئے تھے۔حضرت کعب احبارؓ کے لفظ کے ساتھ ان کا ذکر کیا جاتا ہے تو آپ کبھی کبھی ان سے مذاکرہ کیا کرتے تھے۔تو ایک دفعہ گفتگو کے دوران حضرت کعبؓ سے پوچھا۔مشکوٰۃ میں روایت ہے’’من ارباب العلم ‘‘ارباب العلم کون ہوتے ہیں؟علم والے کون کہلاتے ہیں؟انہوں نے کہا عالم کہلانے کا حق دار وہ ہے’’الذین یعملون بما یعلمون‘‘ کہ جوان کو علم حاصل ہو۔اس کے مطابق وہ عمل بھی کریں۔اگلا سوال حضرت عمرؓ کا یہ تھا’’ مااخرج العلم من قلوب العلماء‘‘ قلوب علماء سے کونسی چیز علم کے اثرات کو ختم کر دیتی ہے’’فقال الطمع ‘‘لالچ۔

جس وقت علماء لالچ میں آجائیں اور دنیا داروں کی نظر میں ہمارے متعلق یہ تصور ہو کہ یہ لفظ مذہب کا بھی استعمال کرتے ہیں تو دنیا کمانے کے لیے استعمال کرتے ہیں۔دنیا کے اقتدار کے لیے استعمال کرتے ہیں۔دولت جمع کرنے کے لیے استعمال کرتے ہیں تو آپ جانتے ہیں کہ دنیا دار کے دل میں پھر عزت نہیں رہتی۔عظمت نہیں

رہتی۔ عظمت اس وقت ہوگی ہے کہ جس وقت اہل علم خالص علم دین کی نسبت کے ساتھ اپنے اس دین کی اشاعت کریں اور اس کو دولت کمانے کا ذریعہ نہ بنائیں۔

علم کی اقسام

بلکہ میں درمیان میں ایک بات عرض کردوں۔ مشکوٰۃ میں ہی روایت ہے۔ غالباً حضرت حسن بصریؒ کے قول کے طور پر ذکر کی گئی ہے ''العلم علمان ''علم دوقسم کا ہوتا ہے'' علم علی اللسان ''ایک علم صرف زبان پر ہے کہ انسان صرف زبان سے علمی باتیں کرتا ہے'' وعلم فی القلب ''اور ایک علم قلب میں ہوتا ہے۔ دل میں ہوتا ہے'' وھو علم نافع ''علم اللسان جو صرف زبان پر ہے'' حجة الله علی ابن آدم ''یہ اللہ کی حجت ہے آدم علیہ السلام کے بچے کے خلاف کہ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن پکڑے گا کہ تو کہتا تو یہ تھا۔ لیکن پھر کرتا کیوں نہیں تھا۔ لوگوں کو کہتا تھا۔ خود کرتا کیوں نہیں تھا۔ یہ'' حجة اللـه علی ابن آدم ''یہ علم علی اللسان جو ہے یہ آدم علیہ السلام کے بچے پر اللہ کی حجت ہے اور فرمایا جو علم فی القلب ہے'' ھو علم نافع ''یہ علم نافع ہے۔

عالم اور جاہل میں فرق قرآن کی روشنی میں

اب ایک سوال پیدا ہوتا ہے طالب علمانہ طور پر کہ ہمیں پتہ کیسے چلے کہ ہمارے پاس جو علم ہے یہ علم فی القلب ہے یا علم علی اللسان ہے؟ ہمیں غور کرنے کی ضرورت ہے کہ ہمارا علم علم علی اللسان ہے یا علم فی القلب ہے۔ اس کو ہم پہچانیں گے کیسے؟ اس کو پہچاننے کے لیے قرآن کریم کا ایک واقعہ معیار بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک شخص کا تذکرہ کیا ہے جو دنیا میں معروف سرمایہ دار ہے۔ بلکہ سرمایہ داری کے لیے عنوان ہی بن گیا۔ قارون۔ قارون کا تذکرہ اللہ نے کیا ہے۔ تفصیل سے بات کہنے کی گنجائش نہیں ہے۔ قرآن کہتا ہے کہ ایک دفعہ وہ بڑی سج دھج کے ساتھ باہر نکلا۔ بڑی شان وشوکت کے ساتھ۔ جیسے کوئی بہت بڑا دنیادار اپنی شان وشوکت ظاہر کرتا ہوا باہر نکلتا ہے۔

تو'' فخرج علیٰ قومه فی زینته ''وہ اپنی سج دھج کے ساتھ باہر نکلا۔ جس وقت باہر نکلا تو دوقسم کے لوگ اس کو دیکھنے والے تھے۔ ایک وہ تھے جن کی رال ٹپکی اور ان کے دل کے اندر یہ جذبہ آیا'' یلیت لنا مثل ما اوتی قارون ''ہائے کاش! ہمارے پاس بھی یہ سامان ہوتا جو قارون کے پاس ہے۔ ہم بھی ایسے ہوتے جیسا کہ قارون ہے۔ قارون کی سج دھج کو دیکھ کر ان کے دل میں یہ ولولہ اٹھا کہ کاش! ہمارے پاس بھی ایسا سامان ہوتا۔ وہ اس کی شان وشوکت سے مرعوب ہوگئے۔ اللہ کہتا ہے یہ کہنے والے کون تھے؟

'' قال الذین یریدون الحیوٰة الدنیا ''یہ قول ان لوگوں کا ہے جن کے سامنے صرف دنیا کی زندگی ہے۔ آخرت کے متعلق نہیں جانتے۔ جو آخرت سے غافل ہیں یہ قول ان کا ہے۔ وہ قارون کی سج دھج دیکھ کر متاثر ہوگئے۔ لیکن'' قال الذین اوتوا العلم ''جن کو علم دیا گیا تھا انہوں نے کہا'' ویلکم ثواب الله خیر '' ویلکم کا مفہوم ایسے ہے جیسے کوئی ہماری زبان میں کہے تمہارا ستیاناس ہوجائے۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ تم بھی قارون بننے کی تمنا کرتے ہو۔ ایسے کام کرو جس سے آخرت میں ثواب ملے۔'' ویلکم ثواب الله خیر ''یہ قول ان کا ہے'' الذین اوتوا العلم ''تو گویا کہ دنیادار اور دین دار۔ جاہل اور عالم کا فرق اس سے معلوم ہوگیا کہ اگر دنیا کی

زیب وزینت دیکھ کر اس کو حاصل کرنے کے جذبات دل کے اندر پیدا ہوتے ہیں تو یہ دنیا داری ہے۔ چاہے ظاہر کچھ بھی ہو اور اگر اس کے دل میں یہ خیال آئے کہ دنیا قابل رغبت نہیں ہے۔ جتنی کہ آخرت قابل رغبت ہے۔ ہمیں کام اس انداز سے کرنا چاہیے کہ آخرت میں کام آئے۔ یہ اہل علم کی شان ہے۔

ہر نبی نے اپنے آپ کو عوام کے معیار پر رکھا

اس لیے سرور کائنات ﷺ نے اپنی زندگی میں اپنی تعلیم کے ساتھ مال جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔ اچھا مکان بنانے کی اجازت ہے۔ اچھا لباس پہننے کی اجازت ہے۔ اچھی خوراک کی اجازت ہے۔ فرائض ادا کرو۔ زکوۃ دو اور حقوق مالیہ ادا کر کے کروڑوں کے مالک بن جاؤ۔ کوئی بات نہیں ہے۔ منع نہیں ہے۔ لیکن سرور کائنات ﷺ کی اپنی عملی سنت اور باقی انبیاء علیہم السلام کی سنت یہ ہے کہ انہوں نے اپنے آپ کو عوام کے معیار پر رکھنے کی کوشش کی ہے۔ اپنے آپ کو مالداروں کے معیار پر لانے کی کسی نبی نے کوئی کوشش نہیں کی۔ ان کا معیار عوام کے مطابق ہے جس وقت وہ دنیا سے عملاً کنارہ کش ہو کر دین کی دعوت دیتے رہے ہے تو یہ سنت جو انبیاء علیہم السلام کی ہے علماء کے حصے میں خاص طور پر آئی ہے کہ آخرت کو ترجیح دو۔ دنیا کو ترجیح نہ دو۔ دنیا کی طرف رغبت رکھنا۔ یہ دنیا داری ہے اور آخرت کی طرف رغبت رکھنا۔ یہ دین داری ہے۔ دنیا سے بے رغبتی یہ اہل علم کی شان ہے۔ یہ بھی انبیاء کی ایک اجتماعی سنت ہے۔

انبیاء علیہم السلام کی دعوت وتبلیغ

باقی رہا سیرت کا پہلو وہ آپ کے سامنے بہت نمایاں ہے۔ وہ ہے انبیاء علیہم السلام کی یہ تڑپ کہ مخلوق کو اللہ کے عذاب سے بچایا جائے اور مخلوق کو اللہ کے ساتھ جوڑا جائے۔ یہ انبیاء علیہم السلام کے اندر کتنا زیادہ تھا قرآن اس پر شاہد ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ کرتے ہوئے قرآن کہتا ہے کہ نوح علیہ السلام نے کہا یا اللہ! میں نے ان کو رات کو بھی پکارا اور دن کو بھی پکارا۔ میں نے ان کو علی الاعلان بھی بلایا اور فرداً فرداً دعوت بھی دی۔ آہستہ بات بھی کی اور زور سے بھی کی۔ ہر طرح سے میں نے بات کی۔ جس سے معلوم ہو گیا کہ تبلیغ کا کوئی پہلو چھوڑا نہیں۔ اجتماعاً بھی بلایا ہے۔ انفراداً بھی بلایا ہے۔ رات کو بھی تبلیغ کی ہے۔ دن کو بھی دعوت دی ہے۔

اور سرور کائنات ﷺ کے متعلق قرآن کریم میں یہ جو لفظ آیا ہے۔ وہ بتاتا ہے کہ آپ کے دل میں کتنی تڑپ تھی لوگوں کو جہنم سے بچانے کی اور جنت کی طرف لے جانے کی۔ اتنی تڑپ تھی آپ ﷺ کے اندر کتنی آیتیں ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو کہا کہ اتنا فکر کرنے کی ضرورت نہیں ''لعلك باخع نفسك علیٰ آثارھم ان لم یؤمنوا بھٰذا الحدیث اسفا '' اگر یہ لوگ ایمان نہیں لائیں گے تو ایسا لگتا ہے کہ تو تو جان کھو بیٹھے گا۔ آپ تو اپنے آپ کو ہلاک کر لیں گے۔ اتنا فکر کرنے کی کیا بات ہے۔ آپ کا فرض تھا پہنچانا۔ آپ نے پہنچا دیا۔ اب کوئی نہیں مانتا تو نہ مانے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کے اندر مخلوق کو جہنم سے بچانے اور جنت کی طرف لے جانے کی تڑپ کتنی ہوتی ہے۔ یہ مشترکہ سنت ہے تمام انبیاء علیہم السلام کی۔ تبلیغ کا کوئی پہلو نہیں چھوڑتے جس سے لوگوں کو متاثر کیا جا سکے اور انہوں نے وہ پہلو اختیار نہ کیا ہو ایسا کبھی نہیں ہوا۔

انبیاء علیہم السلام کی عبادت وریاضت

اور اس کے ساتھ ساتھ شخصی زندگی کی یہ مشترکہ سنت ہے کہ اللہ کے ساتھ جوڑ یہ باطنی عبادت ہے اور یہ سنت آج کل ہم سے عملاً کیا چھوٹی تذکرے میں بھی چھوٹ گئی کہ رسول اللہ ﷺ رات کو عبادت کس طرح سے کرتے تھے؟ پاؤں پر ورم آجاتا تھا۔ دیکھنے والوں کو ترس آتا تھا کہ آپ اتنی مشقت اٹھاتے ہیں۔ آپ ﷺ کی شخصی زندگی کا یہ پہلو، اللہ کے سامنے نیازمندی۔ اللہ کے سامنے رونا۔ اللہ کے سامنے کھڑے ہوکر طویل مدت تک قرآن کریم پڑھنا۔ اس طرح سے آپ کی راتیں گزرتی تھیں۔ صحابہ کرامؓ نے کہا یارسول اللہ! قرآن میں اللہ نے اعلان کردیا ہے کہ اول تو آپ ﷺ کی کوئی غلطی ہے نہیں۔ اگر ہے تو اللہ نے معاف کردی تو پھر آپ ﷺ اتنی مشقت کیوں اٹھاتے ہیں۔ آپ ﷺ کے جواب کا حاصل یہ تھا کہ یہ عبادت یا ریاضت صرف گناہ بخشوانے کے لیے نہیں۔ بلکہ یہ اللہ کی نعمتوں کی شکر گزاری کے طور پر ہے جب میرے پر نعمت سب سے زیادہ کی کہ میرے متعلق یہ اعلان کیا تو میرے ذمے ہے کہ میں شکر بھی سب سے زیادہ ادا کروں۔ ''افلا اکون عبداشکورا'' کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟۔ یہ آپ ﷺ نے بیان فرمایا کہ میری عبادت، ریاضت جتنی ہے۔ وہ ساری کی ساری اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی شکر گزاری کے طور پر ہے۔ یہ چند باتیں ذہن میں آئیں جو میں نے میں آپ کی خدمت میں عرض کردیں اللہ قبول فرمائے۔ آمین! وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین!

اسلام پسند جماعتوں کا اتحاد وقت کا اہم تقاضا ہے

ساہیوال: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ، ممتاز عالم دین حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ کی محبت واطاعت دنیا وآخرت کی کامیابی کی ضمانت ہے۔ مستقبل قریب کے انتخابات میں سیکولر عناصر اور قادیانیت نواز سیاستدانوں کو شکست دینے کے لئے مذہبی جماعتوں کا کردار اہم ہوگا۔ بے دین سیاستدانوں اور سیکولر لابیوں نے ہمیشہ دینی مدارس، ملک کے اسلامی تشخص اور اسلامی دفعات کو ٹارگٹ کیا۔ اسلام دشمن سیکولر جماعتوں کے مقابلہ میں اسلام پسند جماعتوں کا اتحاد وقت کا اہم ترین تقاضا ہے۔ ماضی قریب میں بھی ایم ایم اے کی صورت میں مذہبی جماعتوں نے ایک مشترکہ جدوجہد کے ذریعے حکومت تشکیل دی وہ یہاں جامعہ محمدیہ کوٹ ۶/۸۵۔ آر میں تجوید وقرأت اور ترجمہ قرآن کی کلاسز کے افتتاحی تقریب سے خطاب کررہے تھے۔ تقریب کی صدارت کے فرائض مولانا صاحبزادہ رشید احمد نے ادا کئے۔ تقریب سے مفتی محمد ذکاء اللہ، مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا نور محمد، قاری منظور احمد طاہر، مولانا محمد عمران اشرفی، قاری محمد عثمان المالکی، قاری نوید احمد اور محمد رمضان بکھیلا نے شرکت وخطاب کیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کہا کہ قرآنی وآسمانی تعلیمات کی ترویج واشاعت کے لئے دینی مدارس کا وجود مسلمانوں پر احسان عظیم ہے۔ دینی اداروں کے ذریعے برصغیر میں اسلام کے چراغ روشن ہوئے۔ اکابرین امت نے دنیا کی تمام راحتوں کو ترک کرکے اور فقروفاقہ برداشت کرتے ہوئے خون جگر سے اسلام کی بقا کی جنگ لڑی۔

رحمت عالم ﷺ!

تقریر: حضرت مولانا قاری محمد طیبؒ...... دارالعلوم دیوبند

نبوت کا حقیقی کمال رسالت اور ہدایت ہے۔ عبادت نبی اور رسول کی فطرت ہوتی ہے۔ اس کا اصلی کمال نہیں ہوتا۔ ایک رسول منصب رسالت پر فائز ہونے سے پہلے بھی اپنے رب کی عبادت کرتا ہے اور اس جہان فانی سے پردہ کرنے کے بعد بھی اس کی بندگی کا سلسلہ جاری رہتا ہے۔ کیونکہ عبادت اس کی فطرت ٹھہری۔ اصل کمال ایک نبی کا یہ ہوتا ہے کہ وہ خدا کے بندوں کو کس وسعت اور کثرت سے خدا کا پیغام پہنچاتا ہے اور اس کے ذریعہ خدا کا دین کس قدر پھیلتا ہے؟۔ دین حق کی اشاعت اور بندگان الٰہی کی ہدایت ہی دراصل ایک رسول کے کمالات کا صحیح پیمانہ ہے۔ اس لحاظ سے رحمت عالم ﷺ کو تمام رسولوں میں بلند و برتر مقام ملتا ہے اور تمام رسولوں کی صفت میں افضل واعظم رسول قرار پاتے ہیں۔ کیونکہ رحمت عالم ﷺ ایک آدم اور ایک دور کے رسول نہیں بلکہ ہر دور کے رسول ہیں اور تمام قوموں کے رسول ہیں اور ہر دور کے لئے آپ ﷺ کا لایا ہوا دین ہدایت اور سعادت آخری اور مکمل قانون ہے۔ ایک عالمگیر دین کے لئے ضروری تھا کہ اس میں قومی اور بین الاقوامی اتحاد کی بنیادیں مضبوط ہوں تاکہ رنگ، نسل کے اختلاف اور جغرافیائی اور وطنی حدود کی حلقہ بندیاں تمام انسانوں کو ایک دین کی کڑی میں منسلک ہونے سے نہ روکیں اور تمام انسانوں میں مذہب اور عقائد کی وحدت پیدا ہو جائے اور ہر رنگ و نسل کا انسان ہر خطہ زمین کا رہنے والا اتحاد کے اسلامی اصولوں پر چل کر رحمت عالم ﷺ کی قیادت پاک میں متحد و منظم نظر آئے اور رنگ و نسل اور قوم و وطن کے نام پر جو قتل و غارت گری آدم کی اولاد میں برپا تھی۔ وہ باقی نہ رہے۔ رحمت عالم ﷺ نے اتحاد کے چند اصول پیش فرمائے۔ یہ اصول فطرت اور حکمت کے عین مطابق ہیں۔ یہ اصول محض نظریات ہی نہیں بلکہ حضور ﷺ نے ان اصولوں پر عملاً معاشرہ بنایا اور اس معاشرہ نے اپنے کردار و عمل سے دنیا کی تمام قوموں کو اتحاد و یکجہتی کا سبق دیا۔

دعوت عام

اختلاف کی پہلی بنیاد یہ تھی کہ اب تک ہدایت اور نجات مختلف قوموں میں الگ الگ بٹی ہوئی تھی۔ تورات کی ہدایت صرف یہودیوں میں محدود تھی۔ انجیل صرف اسرائیل کی کھوئی ہوئی بھیڑوں کو آواز دے رہی تھی۔ ہندوستان میں روحانیت کی جو روشنی تھی۔ وہ بھی صرف ہندوستان کے رہنے والوں کی نجات اور مکتی کا سامان تھی۔ لیکن رحمت عالم ﷺ نے ہدایت کا جو پیغام دیا وہ ساری دنیا کے لئے تھا۔ قرآن مجید نے کسی ایک قوم کو نہیں پکارا۔ صرف کسی ایک خاندان کو روشنی نہیں دکھائی۔ بلکہ قرآن مجید نے ہدایت اور نجات کا دروازہ دنیا کی تمام قوموں کے لئے کھول دیا۔ قرآن کریم نے کہا کہ اب دنیا کی قومیں الگ الگ راستوں پر چل کر نجات نہیں پاسکتیں بلکہ اب نجات کا صرف ایک راستہ ہے اور وہ دین فطرت ہے۔ اسلام کی دعوت عام دنیائے انسانیت کے اتحاد کی طرف پہلا قدم تھا۔

احترام باہمی

دنیا کی قوموں میں باہمی لڑائی جھگڑے کی ایک بڑی وجہ یہ تھی کہ ایک قوم دوسری قوم کے مذہبی اور قومی پیشواؤں کی توہین کرتی ہے۔ مذہبی پیشواؤں کی بے عزتی تمام قوموں کے اندر پھیلی ہوئی تھی۔ رحمت عالم ﷺ نے اس توہین کا سلسلہ بند کرایا اور خدا اور رسول پر ایمان لانے کی طرح یہ بھی ضروری قرار دیا کہ تمام مذہبی پیشواؤں پر ایمان لایا جائے اور سب کو عزت واحترام کے ساتھ یاد کیا جائے۔ مذہبی رہنماؤں کی توہین کو قرآن کریم نے گناہ قرار دیا۔ ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ ہر قوم اور ملک میں رسول آتے رہے ہیں کچھ رسول ایسے ہیں جن کا نام قرآن کریم میں موجود ہے اور کچھ ایسے ہیں جن کا ذکر قرآن کریم میں موجود نہیں ہے۔ قرآن کریم کے پہلے مخاطب یعنی عرب جن رسولوں کے نام سے واقف تھے۔ قرآن کریم نے ان کے عبرت انگیز واقعات عرب قوم کو سنا دیئے۔ لیکن جن رسولوں سے وہ واقف نہیں تھے۔ ان کا ذکر نہیں کیا۔ مثلاً فارس والوں میں خدا کے رسول آئے۔ تاریخ میں گل شاہ، گل زار جیسے فارسی نام آتے ہیں۔ لیکن چونکہ عرب میں یہ حضرات متعارف نہیں تھے۔ اس لئے ان کے نام قرآن کریم میں نہیں آئے۔ ہندوستان کو لیجئے۔ ہندوستان نبوت کا دارالخلافہ ہے۔ یہاں سب سے پہلے رسول حضرت آدم تشریف لائے۔ حضرت شیث دوسرے رسول تھے۔ ان کی قبر شریف کے متعلق کہا جاتا ہے کہ وہ اجودھیا میں ہے۔

نقشبندیہ سلسلہ کے مشہور بزرگ حضرت مرزا مظہر جان جاناںؒ نے اپنے کشف کے ذریعہ معلوم کیا کہ سرہند پنجاب میں دو رسولوں کی قبریں ہیں۔ دیوبند کے پہلے مہتمم حضرت مولانا رفیع الدینؒ کا گزر جب اس مقام پر ہوا جہاں آج مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا مزار ہے۔ اس وقت وہاں کھیت تھے۔ تو آپ نے وہاں کھڑے ہو کر فرمایا: ’’مجھے یہاں نبوت کے انوار محسوس ہوتے ہیں۔ اس جگہ کسی رسول کا مزار ہے۔‘‘ حضرت نانوتویؒ نے اپنی بعض تالیفات میں لکھا ہے کہ رام چندجی اور کرشن جی کے ناموں کے ساتھ گستاخی نہ کی جائے۔ اگرچہ ہم تیقّن کے ساتھ ان کو رسول نہیں کہہ سکتے۔ مگر ہو سکتا ہے کہ یہ حضرات رسول ہوں اور ان کی تعلیمات دوسرے رسولوں کی طرح مسخ ہوگئی ہوں۔ بہرحال قرآن کریم نے مذہبی پیشواؤں کی توہین کرنے سے روکا ہے۔ قرآن کریم کے اس اصول نے تمام قوموں کے درمیان رواداری اور خیر سگالی کے جذبات پیدا کئے اور باہمی منافرت اور جھگڑے کی ایک بہت بڑی بنیاد کو منہدم کر دیا۔ اپنے مذہب اور اپنے نظریات کو دوسرے پر زبردستی ٹھونسنے کا طریقہ بھی لڑائی دنگے کا بہت بڑا سبب تھا۔ مذہب کی اشاعت تلوار کے ذریعہ جب کی جائے گی تو اس سے فسادات اور اختلافات کا دروازہ کھلے گا۔ رحمت عالم ﷺ نے اس دروازے کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا۔ آپ نے رائے، ضمیر اور مذہب کی آزادی کا اصول پیش کیا اور مذہب کے لئے جبرواکراہ ممنوع قرار دیا۔

عدم تشدد

حضور ﷺ نے حضرت معاذؓ اور حضرت علیؓ کو یمن میں تبلیغ اسلام کے لئے روانہ کیا اور چلتے وقت انہیں نصیحت فرمائی کہ نرمی اور پیار و محبت سے دین کا پیغام پیش کرنا۔ اسلام نے اگر تلوار اٹھانے کی اجازت دی ہے تو شر وفساد کو دور کرنے کے لئے دی۔ قریش نے جب آپ ﷺ کے راستہ میں روڑے اٹکائے اور تلوار نکال کر آپ ﷺ

کے سامنے آ گئے۔ تاکہ آپ ﷺ کو دین کی اشاعت سے روکیں۔ تو اس وقت آپ ﷺ نے ان کے جواب میں تلوار اٹھائی۔ طاقت ور طبقہ کا کمزوروں پر ظلم کرنا اور ان کے حقوق پر ڈاکہ ڈالنا بھی لڑائی دنگے کا بڑا سبب تھا۔ جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اصول دنیا کے اتحاد اور امن کے لئے زبردست چیلنج ہے۔ رحمت عالم ﷺ نے سیاسی ظلم کی جگہ عدل وانصاف کا اصول پیش کیا۔ اسلام نے ذمی لوگوں کو جو مراعات دیں اور حضور ﷺ نے اس کمزور طبقہ کی جان ومال اور مذہب وآبرو کی حفاظت کے لئے جو قوانین نافذ کئے وہ اسلامی عدل وانصاف کا روشن نمونہ ہے۔ ذمی طبقہ اسلامی حکومت کی وہ مذہبی اقلیت ہے جو اسلام کا سیاسی اقتدار تسلیم کر کے اپنے مذہب اور اپنی تہذیب کے ساتھ پرامن زندگی گزارنے کا عہد کرتا ہے۔ اسلام اس غیرمسلم طبقہ کی جان ومال اور تہذیب وثقافت کی پوری ذمہ داری لیتا ہے اور مسلمانوں کی طرف ان کو برابر کے حقوق دیتا ہے۔ ان کا خون ہمارے خون کی طرح ہے اور ان کا مال ہمارے مال کی طرح ہے۔ اسلامی اقتدار کے دور میں کسی مسلمان کو یہ جرأت نہیں ہوسکتی کہ وہ کسی غیرمسلم کی جان ومال پر ہاتھ ڈال سکے یا ان کو مذہبی عبادت گاہوں کی بے حرمتی کرے۔ ہر غیرمسلم پوری آزادی کے ساتھ اپنے کلچر اور اپنی تہذیب کی ترقی کے لئے پرامن طریقے اختیار کر سکتا ہے اور اسے روکنے کا کسی کو حق حاصل نہیں ہے۔

پسماندگی کے خلاف اقدام

اتنی آزادی ملنے کے بعد کوئی طبقہ کمزور اور پسماندہ نہیں رہ سکتا اور ہر طبقہ کو وہی طاقت حاصل ہوتی ہے جو مسلمانوں کو حاصل ہوتی ہے۔ اسلام کا یہی وہ سیاسی انصاف تھا جسے دیکھ کر دنیا کی قوموں نے اسے گلے لگایا اور صحابہ کرامؓ جہاں پہنچے وہاں کی امن پسند آبادی نے ان کا خیرمقدم کیا۔ اسلام سے پہلے انسان، انسان سے نفرت کرتا تھا۔ کالے اور گورے کے درمیان نفرت تھی۔ آقا اور غلام کے درمیان نفرت تھی۔ اسلام نے کہا انسان سے نفرت نہ کرو۔ محبت کرو۔ انسان کی ذات بری نہیں ہے اس کے کام برے ہیں۔ برے آدمی کے برے کاموں سے نفرت ہونی چاہئے۔ اس کی ذات سے نفرت نہیں ہونی چاہئے۔ کالا ہو یا گورا، غلام ہو یا آقا، سب خدا کی مخلوق ہے اور خدا نے اپنی تمام مخلوق کو برابر بنایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ’’اللھم اشھد ان الناس کلھم اخوۃ ‘‘یعنی خداوند! میں گواہی دیتا ہوں کہ تمام انسان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔

ذات وپات کا خاتمہ

قرآن کریم نے کہا کہ تمام انسان آدم کی اولاد ہیں اور خاندان اور ذاتوں کی تقسیم محض پہچان وتعارف کے لئے ہے۔ بزرگی اور شرافت نیکی اور خداترسی سے پیدا ہوتی ہے۔ ذات ونسل سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ قریش میں رنگ ونسل کا بڑا غرور تھا۔ وہ اپنے مقابلہ میں تمام لوگوں کو ذلیل سمجھتے تھے۔ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع کے عظیم مجمع میں اعلان فرمایا: ’’کسی عربی کو کسی عجمی پر کوئی بڑائی حاصل نہیں اور نہ کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی برتری حاصل ہے۔‘‘ انسانی شرف کے اس اعلان نے بناوٹی عزتوں کی بنیادیں ہلادیں۔ سینکڑوں برس کے پسماندہ طبقے ابھرے۔ چھوت چھات کی جگہ انسانی بھائی چارہ پیدا ہوا۔ ہر انسان کے لئے ترقی کی راہیں کھلیں۔ اس نظریے سے جمہوریت نے جنم لیا۔ جاگیرداری اور شخصی حکومت کا دور ختم ہوا۔

اقتصادی اونچ نیچ

اقتصادی نابرابری اور معاشی اونچ نیچ بھی انسان سے الگ کئے ہوئے تھے۔ ایک انسان اتنا دولت مند کہ عیش وراحت اس کے گھر کی لونڈی معلوم ہوتی تھی۔ دوسرا اتنا غریب کہ اس کی زندگی جانوروں سے بدتر تھی۔ رحمت عالم ﷺ نے اس فرق کو مٹا دیا۔ دولت مند کی دولت پر غریب کے حقوق قائم کئے اور اس سے دولت لے کر غریبوں میں تقسیم کی۔ دولت کو گاڑ کر رکھنے کی ممانعت فرمائی۔ مزدور کی محنت کو سراہا۔ سرمایہ کے ساتھ محنت کی فضیلت قائم کی۔ انفرادی آزادی کا احترام باقی رکھتے ہوئے روٹی کپڑا اور مکان کی ضروریات کی ذمہ داری حکومت پر ڈالی۔

عیش وراحت کے حدود قائم کئے۔ سونا اور چاندی مردوں پر حرام کیا۔ ناچ ورنگ، شراب جواء ممنوع قرار دیئے۔ ظاہر ہے کہ نہ عیش وطرب کی کھلی آزادی ہوگی اور نہ دولت پانی کی طرح بہائی جائے گی۔ اس طرح حضور ﷺ نے معیشت کا ایک بہترین نظام بنا دیا۔ دنیا نے دیکھا کہ اسلام کا معاشی نظام چند روز کے اندر ہی رفاہیت اور خوش حالی کا کتنا شاندار دور لے آیا۔ غربت ختم ہوئی۔ دولت کے ساتھ محبت کرنے والے اس سے نفرت کرنے لگے۔ لوگ زکوٰۃ کی رقم لے کر نکلتے تھے۔ مگر انہیں زکوٰۃ لینے والے محتاج نہ ملتے تھے۔ اس مساوات وبرابری کے معاشی نظام نے امیر وغریب کا فرق مٹایا اور اس راستہ سے انسانوں کے اندر جو اختلاف اور جھگڑا باقی تھا وہ باقی نہ رہا۔

ذات برادری کی بنیاد پر انسان ایک دوسرے انسان کو حقیر وذلیل سمجھتا تھا۔ ایک مذہب کا ماننے والا بھی دوسرے مذہب کے ماننے والے کو ذلیل کہتا تھا۔ رحمت عالم ﷺ نے انسان کی پیشانی سے ذلت کا مصنوعی داغ مٹایا۔ قرآن کریم نے اعلان کیا: ’’ہم نے اولاد آدم کو بزرگی اور عزت بخشی ہے۔ کسی مذہب کا ماننے والا ہو کسی ذات سے تعلق رکھتا ہو۔ کسی قسم کا پیشہ ور ہو۔ کالا ہو یا گورا۔ سب باعزت ہیں۔ آدم کی بزرگی ان کی تمام اولاد کو ورثہ میں ملی ہے۔ کوئی انسان اس بزرگی سے محروم نہیں ہوسکتا۔‘‘

حدیث میں آتا ہے ’’جو ہمارے چھوٹوں پر شفقت نہیں رکھتا اور بڑوں کی عزت نہیں کرتا۔ وہ ہم میں سے نہیں ہے۔‘‘ حضور ﷺ نے فرمایا ’’جو شخص عمر رسیدہ انسان کی عزت کرتا ہے۔ خدا تعالیٰ اسے اس وقت تک موت نہیں دیتا جب تک اس کے چھوٹوں سے اس کی عزت نہیں کرا دیتا۔ عمر رسیدہ اور بوڑھا کسی مذہب وملت کا ہو، قابل احترام ہے۔‘‘

اسلام نے انسان کے جوٹھا کو پاک قرار دیا۔ کیونکہ انسان گندہ نہیں ہوتا۔ ہاں اس کے گندے کام اس کو گندہ کر دیتے ہیں۔ آج کی دنیا وحدت انسانی کی ضرورت محسوس کر رہی ہے۔ سائنس کی ایجادات نے تمام فاصلے ختم کر دیئے ہیں۔ تمام دیواریں منہدم کر دی ہیں۔ لیکن یہ وحدت واتحاد کس طرح قائم ہوسکتا ہے؟ اس کی ایک ہی شکل ہے کہ اسلامی اصولوں پر عمل کیا جائے۔ آج غریب کی ہمدردی، انصاف، مساوات جیسے نعرے لگائے تو جاتے ہیں۔ لیکن ان پر عمل ناپید ہے۔ ضرورت عمل کی ہے۔ صرف نعرے لگانے سے کام نہیں چل سکتا۔ سب سے زیادہ ذمہ داری مسلمانوں پر ہے۔ مسلمان اسلام کے نام لیوا ہیں۔ سب سے پہلے ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے معاشرہ میں ان اصولوں کو نافذ کریں اور اپنی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو سیرت پاک کا نمونہ بنا کر دنیا کے سامنے پیش کریں۔

رحمت دو عالم ﷺ ...... ولادت سے بعثت تک!

قسط نمبر:1 مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی!

ابرہہ ولادت نبوی ﷺ سے چالیس سال پہلے ہاتھیوں کے لشکر سمیت بیت اللہ شریف پر حملہ کی نیت سے مکہ مکرمہ آیا۔ اس سال کو عام الفیل کہتے ہیں۔ یعنی ہاتھیوں والا سال۔ آپ ﷺ عام الفیل سے چالیس سال پہلے ۹ ربیع الاول پیر کی صبح کو پیدا ہوئے۔ تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ بعض مورخین ۸ ربیع الاول کہتے ہیں۔ لیکن عوام میں مشہور ۱۲ ربیع الاول ہے۔ تاریخی اعتبار سے آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش ۹ ربیع الاول بنتی ہے۔ واللہ اعلم!

آپ ﷺ کے والد محترم آپ کی پیدائش سے چھ ماہ قبل ۲۵ سال کی عمر میں وفات پا گئے تھے۔ آپ ﷺ کو رضاعت کے لئے بنوسعد کی حلیمہ سعدیہؓ کے سپرد کیا گیا۔ آپ ﷺ کی عمر چار سال تھی کہ بنوسعد میں پہلا شق صدر ہوا۔

۵۷۶ء...... میں آپ ﷺ نے اپنی والدہ محترمہ سیدہ آمنہ کی معیت میں مدینہ طیبہ کا سفر فرمایا۔ واپسی پر ''ابوا'' کے مقام پر سیدہ آمنہ کا انتقال ہوگیا۔ سیدہ آمنہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ابوا کے مقام پر مدفون ہیں۔ جب آپ ﷺ ام ایمنؓ کے ساتھ مکہ مکرمہ پہنچے تو آپ کے جدامجد جناب عبدالمطلب نے آپ ﷺ کو اپنی کفالت میں لے لیا۔

۵۷۸ء ...... میں جب آپ ﷺ کی عمر ۸ سال تھی تو جناب عبدالمطلب راہی ملک عدم ہوئے تو آپ ﷺ اپنے چچا جناب ابوطالب کی کفالت میں آگئے۔

۵۸۰ء...... میں آپ ﷺ نے اپنے عم محترم جناب زبیر کے ساتھ یمن کی طرف تجارتی سفر کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۱۰ سال تھی۔

۵۸۲ء...... میں آپ ﷺ نے جناب ابوطالب کی معیت میں شام کا سفر کیا۔ بحیرہ راہب سے آپ ﷺ کی ملاقات ہوئی۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۱۲ سال تھی۔

۵۸۵ء...... میں حرب فجار کا آغاز ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۱۵ سال تھی۔

۵۹۰ء...... حلف الفضول کا تاریخی معاہدہ ہوا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۲۰ سال تھی۔

۵۹۵ء...... میں جب آپ ﷺ کی عمر مبارک پچیس سال تھی تو آپ ﷺ کا نکاح اسلام کی خاتون اول حضرت خدیجۃ الکبریٰؓ کے ساتھ ہوا۔ حضرت خدیجہ کی عمر چالیس سال تھی۔ خطبہ نکاح جناب ابوطالب نے پڑھا۔

۶۰۵ء...... میں خانہ کعبہ کی تعمیر ہوئی۔ حجر اسود کی تنصیب پر تنازعہ شروع ہوگیا۔ آپ ﷺ نے بے مثال فیصلہ فرمایا جس سے تنازعہ ختم ہوگیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر ۳۵ برس تھی۔

۶۰۸ء...... میں آثار نبوت شروع ہوئے۔ آپ ﷺ نے غار حرا میں عبادت وریاضت کے لئے قیام فرمانا شروع کیا۔ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک ۳۸ سال تھی۔ غار حرا میں آپ ﷺ کو سچے خواب آنا شروع ہوئے۔ آپ ﷺ پتھروں سے گزرتے تو پتھر آپ ﷺ پر درود وسلام پڑھتے۔

۶۱۰ء...... میں آپ ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا۔ آپ ﷺ نبوت ورسالت سے سرفراز فرمائے گئے۔

صحابہ کرامؓ اور قرآن حکیم!

مولانا عبدالمومن!

دنیا میں کون مسلمان ہے جس کو یہ نہیں معلوم کہ قرآن اسلامی تعلیم کا اصلی سرچشمہ، باغ اسلام کا حقیقی گلدستہ اور مذہب محمدی ﷺ کا اصل الاصول ہے۔ کس کلمہ گو کا یہ اعتقاد نہیں کہ قرآن دین اور ایمان کی بنیاد اور جڑ ہے؟ اور کون اس سے بے خبر ہے کہ ہم اہل اسلام کے نزدیک قرآن کا ایک ایک حرف، ایک ایک نقطہ قابل عمل اور لائق تقلید ہے۔ اس کے ہر حکم کے آگے دنیا کے تمام احکام منسوخ، اس کی ہر دلیل کے سامنے عالم کے تمام امور بے کار۔ اللہ اللہ جس کتاب کی وقعت اس قدر مسلمانوں کے دلوں میں ہو پھر کون مسلمان اس کی امکانی خدمت سے دریغ کر سکتا ہے؟ نہ کہ صحابہ کرامؓ کہ جو در حقیقت قرآن حکیم کے مخاطب اول اور دنیا میں اس کے امین و پاسبان تھے۔ یوں تو صحابہ کرامؓ نے قرآن کی جس قدر خدمت کی۔ اس کی شہادت کے لئے آج تاریخ کے صفحات کافی و شافی ہیں۔ لیکن ان کی سب سے اہم اور نہایت عظیم الشان خدمت میں سے ترتیب قرآن اور اس کی نشر و اشاعت ہے جس نے ان کو دنیا کے تمام دیگر اولوالعزم پیغمبروں کے اصحاب پر امتیاز و تفوق کے درجہ پر فائز کر دیا۔

اللہ تعالیٰ اپنی آخری کتاب کو اپنے آخری نبیؐ پر نازل فرما چکا ہے۔ حضور ﷺ اس دنیائے فانی سے تشریف لے جا چکے ہیں۔ قرآن ایسی مقدس اور اہم کتاب لکڑیوں کے تختوں پر، اونٹوں کی ہڈیوں پر، کھجور کے پتوں پر منتشر ہے اور صحابہ کرامؓ میں سے کچھ لوگوں کو کچھ صورتیں کسی کو ربع قرآن کسی کو نصف قرآن اور کسی کو اس سے زائد یاد ہیں اور بعض خوش قسمت بزرگ ہیں جو آنحضرت ﷺ کی زندگی ہی میں کل کا کل قرآن پاک حفظ کر کے آپ کو سنا چکے ہیں۔ ان میں حضرت زید بن ثابتؓ، ابی ابن کعبؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، سالمؓ، معاذ بن جبلؓ و دیگر خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جیسا کہ خود بخاری شریف میں عمرو بن العاصؓ کے واسطہ سے روایت موجود ہے وہ یہ کہ ''خذو القرآن من اربعة من عبداللہ بن مسعودؓ و سالمؓ ومعاذ وابی بن کعبؓ (بخاری ج دوم باب القراء من اصحاب النبی ﷺ) ''یعنی چار حضرات سے قرآن سیکھو۔ عبداللہؓ بن مسعودؓ، معاذؓ و سالمؓ اور ابیؓ سے۔ یہ سب کچھ تھا۔ لیکن قرآن پاک کا کوئی مجموعہ ایسا مرتب نہ ہو سکا تھا۔ جس سے ہر خاص و عام ہر وقت فائدہ حاصل کر سکتا اور نہ کوئی اس میں خاص نظم و ترتیب تھی کہ جس سے پڑھنے میں سہولت ہوتی۔

قرآن مجید نازل ہو رہا تھا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ نے اپنی زندگی میں اس کو مرتب نہیں کرایا تھا۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کو اللہ تعالیٰ نے جہاں تمام فضیلتوں سے سرفراز فرمایا تھا۔ وہاں ایک جمع قرآن کی بھی فضیلت تھی۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں: ''اعظم الناس فی المصاحف اجرا ابوبکر رحم اللہ علی ابی بکر ھو اول من جمع کتاب اللہ (الاتقان)''

مصاحف میں سب سے زیادہ اجر کے مستحق حضرت ابوبکرؓ ہیں اللہ ان پر رحمت نازل کرے۔ وہ اللہ کی کتاب کے سب سے پہلے جمع کرنے والے ہیں۔

واقعہ یہ ہوا کہ حضرت ابوبکرؓ سریر آرائے خلافت ہوئے تو یمامہ کی ایک بہت بڑی مہم پیش آئی۔ آپ نے صحابہ کرامؓ کی ایک بڑی جماعت کو اس مہم کے سر کرنے کے لئے روانہ فرمایا۔ جو سات سو حفاظ قرآن اور دیگر کبار صحابہ کرامؓ پر مشتمل تھی۔ یہ سواء اتفاق وہ سب حفاظ قرآن شہید ہوگئے۔ تب حضرت عمرؓ کو قرآن پاک کے مدون کرنے کا خیال پیدا ہوا۔ وہ خلیفہ وقت سیدنا صدیق اکبرؓ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اگر لڑائیوں میں اسی طرح حفاظ قرآن شہید ہوتے رہے تو قرآن کا ایک بہت بڑا حصہ ضائع ہو جائے گا۔ اس لئے میری رائے ہے کہ آپ قرآن کے جمع وترتیب کا حکم صادر فرمادیجئے۔ چونکہ یہ ایسا کام تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے عہد مبارک میں کرایا نہ تھا۔ اس لئے پہلے پہل انہوں نے اس کی شدت کے ساتھ مخالفت کی۔ لیکن بالآخر حضرت عمرؓ کے اصرار سے وہ اس پر راضی ہوگئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے زیدؓ کو جو عہد نبوی کے ممتاز کاتب وحی تھے اور ان کو یہ فخر حاصل تھا کہ آپ کی حیات مبارک ہی میں انہوں نے پورے قرآن کو ایک سے زائد مرتبہ سنا دیا تھا۔ طلب فرمایا اور اس اہم خدمت کو ان کے سپرد کرنا چاہا۔ اولاً انہوں نے بھی شدت سے انکار کیا۔ بالآخر حضرت ابوبکرؓ کی طرح ان کو بھی اللہ تعالیٰ نے شرح صدر کا شرف بخشا۔ انہوں نے اس ایمان وہدایت کے زریں ٹکڑوں کو ایک ایک کر کے جمع کرنا شروع کر دیا۔ حضرت ابوبکرؓ کا حکم تھا کہ صرف وہ آیتیں جمع کی جائیں جو لکھی ہوئی ہوں۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت خذیمہ انصاریؓ نے سورۃ برات کی آخری آیتوں کو پیش کیا۔ تو آپ نے ان کے لکھنے میں تأمل کیا۔

اس اہم کام کی ابتداء اس طرح کی گئی کہ حضرت ابوبکرؓ نے حضرت عمرؓ وزید بن ثابتؓ کو حکم دیا کہ وہ مسجد کے دروازہ پر بیٹھ جائیں اور جو لوگ قرآن کی آیات پیش کریں ان سے بغیر دو گواہ لئے قبول نہ کریں۔ اس حکم پر اس قدر شدت سے عمل کیا گیا کہ ایک بزرگ نے آیت رجم پیش کی تو حضرت عمرؓ نے اس کو نہ لکھا کیونکہ اس کا کوئی گواہ نہ تھا۔ (اتقان) غرض اس احتیاط اور اہتمام سے یہ نتیجہ نکلا کہ قرآن لوگوں کے سینوں سے لکڑیوں اور کھجوروں کی چھالوں سے جمع کیا گیا۔ جیسا کہ حضرت زید بن ثابتؓ کا بیان ہے کہ میں نے قرآن کی جستجو کی اور کھجور کی چھال لکڑیوں اور لوگوں کے سینوں سے جمع کیا۔ (بخاری ج۲) لیکن اب بھی اس میں اس بات کی کمی رہ گئی کہ سورتیں مرتب نہیں ہونے پائیں تھیں۔ جب یہ مجموعہ تیار ہوگیا تو اس کو حضرت ابوبکرؓ بہت ہی احتیاط سے اپنے پاس رکھے رہے۔ ان کے انتقال کے بعد حضرت عمرؓ خلیفہ ہوئے تو یہ مجموعہ بھی ان کے حوالے ہوا۔

قرآن پاک ایک حد تک مرتب ہو ہی چکا تھا۔ اس لئے آپ نے اس کی طرف کچھ زیادہ توجہ کرنے کی ضرورت نہیں محسوس فرمائی۔ بلکہ اس سے زیادہ اہم امر کی طرف آپ نے اپنی کوششوں کی باگ کو پھیرا۔ یعنی قرآن کے حفظ واشاعت کی طرف تمام ممالک مفتوحہ میں اس کا درس جاری کرایا۔ معلموں اور حفاظ کی تنخواہیں اور وظائف مقرر کیے۔

ابوسفیان نامی ایک شخص کو چند لوگوں کے ساتھ قبیلہ قبیلہ اور دیہات دیہات پھرنے پر مقرر کیا تاکہ وہ ہر

شخص کا امتحان لے اور جس کو قرآن نہ یاد ہو اسے سزا دے۔ حضرت عمرؓ کے عہد خلافت میں صحابہؓ کے پانچ مشہور حفاظ قرآن موجود تھے۔ حضرت معاذؓ، ابوایوبؓ عبادہ بن صامتؓ اور ابوالدرداؓ۔ آپ نے ان سب کو بلوایا اور فرمایا کہ آپ لوگ شام جایئے اور وہاں کے مسلمانوں کو قرآن کی تعلیمات سے سرفراز فرمایئے۔ حضرت ابیؓ اور ابوایوبؓ نے بیماری کا عذر کیا اور بقیہ لوگوں نے امیرالمومنین کے فرمان کو بخوشی منظور کرلیا۔ پہلے یہ لوگ حمص گئے۔ جب وہاں تعلیم جاری ہوگئی تو عبادہؓ وہیں ٹھہر گئے۔ ابوالدرداؓ دمشق اور معاذؓ بیت المقدس کو روانہ ہوئے۔ ان حضرات کی تعلیم کا یہ اثر ہوا کہ ایک بار ابوالدرداؓ کے شاگرد شمار کئے گئے تو ان کی تعداد ۱۶۰۰ سو نکلی۔ حضرت عمرؓ نے قرآن کی اشاعت کے لئے اور بہت سی تدابیر اختیار فرمائی تھیں۔ چنانچہ عمال سلطنت کو لکھ بھیجا تھا کہ جو قرآن یاد کرے اس کی تنخواہ مقرر کردی جائے۔ اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ چند ہی سال میں ناظرہ خوان کے علاوہ حفاظ کی تعداد ہزاروں تک پہنچ گئی۔ چنانچہ سعد ابن وقاصؓ نے حضرت عمرؓ کے ایک خط کے جواب میں اپنی فوج کے حفاظ کی تعداد تین سو بیان کی ہے۔

یہ سب کچھ تھا۔ لیکن چونکہ مسلمانوں کی روز بروز فتوحات ہوتی جاتی تھیں۔ عجم وعرب کے ہزارہا افراد حلقہ بگوش اسلام ہوتے جاتے تھے۔ قرآن کی جلدیں ان کے پاس نہ ہونے کی وجہ سے قرأت میں اختلاف پیدا ہوگیا تو حضرت حذیفہؓ نے حضرت عثمانؓ سے عرض کیا کہ میں دیکھتا ہوں کہ اگر قرأتوں کا انسداد نہ کیا گیا تو کچھ روز کے بعد اس کی بھی توریت وانجیل جیسی تحریف ہوجائے گی۔ تب حضرت عثمانؓ نے صدیقی نسخے کو حضرت حفصہؓ سے منگوالیا۔ سورتوں کی ترتیب وغیرہ قائم کرنے کے لئے علماء، صحابہؓ کی ایک کمیٹی قائم کی جس کے ارکان حسب ذیل ہیں۔ زید بن ثابتؓ، عبداللہ بن زبیرؓ، سعید بن العاصؓ، عبدالرحمٰن بن الحارثؓ۔ ان کو دربار خلافت سے یہ حکم تھا کہ وہ سورتوں کی ترتیب قائم کریں اور اس کو قریش کی زبان پر لکھیں۔ چنانچہ ان بزرگوں نے جب اپنا کام پورا کردیا تو اس پہلے مجموعہ کو آپ نے حضرت حفصہؓ کو واپس کردیا۔

اس کے بعد آپ نے ان نقل شدہ نسخوں کو مکہ، شام، یمن، بصرہ اور کوفہ وغیرہ کی طرف روانہ کیا اور اس طرح پر صحابہ کرامؓ نے اسلام کی دو بڑی اور نازک خدمات، اشاعت وترتیب قرآن کو نہایت ہی حسن وخوش اسلوبی کے ساتھ انجام فرمایا۔ ’’فرضی اللہ عنهم ورضوا عنه‘‘ (بشکریہ مناقب بھکر ۱۴۱۰ھ)

معدہ کی اصلاح کیلئے مجرب نظام ہضم درست کرنے کیلئے غلیظ مادوں کو خارج کرنے کیلئے
نیو گیسٹوسن
ساہیوال پھکی جدید حب سلیمانی
طبیعت سے ثقل اور بوجھل پن دور کرنے کیلئے بدن میں فرحت ونشاط پیدا کرنے کیلئے

حیات نو کیپسول
ضائع شدہ توانائی کو بحال کرنے کیلئے
New Gin-X ہربل

ڈیلرز: اوکاڑہ 0300-6968536 لاہور 0321-4130070-4538727 گوجرانوالہ 0321-6418196
اسلام آباد 0313-6383497 واہ کینٹ 0307-5546369 ایبٹ آباد 0301-8703827
0333-5507827 راولپنڈی 0333-5203553 مری 0322-5188191 مردان 0345-6195912
0346-8262981 0300-5765587 کوہاٹ 0333-9615996 کوئٹہ 0321-8045069-8110802
0331-8492682 0344-8282359 0344-8262354 0322-2277902-0300-7960306
کراچی 0321-4579389-3553193 حیدرآباد 0333-7124782
0332-2809795 فیصل آباد 041-8728784 بورے والا 0305-8748911 منڈی بہاؤالدین 054-3412447

السعید (رجسٹرڈ)
ہومیو پیتھک ہربل فارمیسی
دیپالپور بازار ساہیوال
Mob:0321-6950003
E-mail:saeedherbal@gmail.com

عبرتناک انجام!

مولوی محمد بلال!

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی عظمت وجلالت کا کیا کہنا جو خالق کا ممدوح ہو۔ خلق کو اس کی تنقیص کا حق ہی کب ہے؟۔ لیکن زمین ایسے بدنصیبوں سے خالی نہیں۔ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی شان میں لوگ گستاخیوں سے نہیں ڈرتے تو صحابہ کرامؓ کا درجہ تو بعد کا ہے۔ لیکن یہ نہ پوچھئے کہ سلف صالحین کی کتابوں میں صحابہ کرامؓ کی تنقیص اور سب وشتم کرنے والوں کا عبرت ناک حال پڑھ کر ان کا کیا عالم ہو جاتا ہے۔ بدن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں اور ہر بن مو سے صدا آتی ہے کہ بے شک اللہ سے محبت رکھنے والوں، اس کی مرضی پر قربان ہونے والوں اور اس کے محبوبوں پر دشنام طرازی کرنے والوں کو اس کی طرف سے جو بھی سزا دی جائے کم ہے۔ العظمۃ للہ! اللہ اور اس کے رسول ﷺ جن کو جنت کی بشارت سنائیں۔ جن کو اپنے رضوان وخوشنودی کا پروانہ دے۔ انہیں برا بھلا سوا اس کے کون کہہ سکتا ہے۔ جو خدا سے لڑنے کے لئے آمادہ ہو۔

مولانا جامیؒ امت کے اکابر میں ہیں۔ شواہد النبوۃ میں جوان کی بہت ہی مشہور کتاب ہے۔ ارقام فرماتے ہیں: ’’ایک مرد صالح نے بیان کیا کہ ایک شخص کوفہ کا رہنے والا حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو برا بھلا کہتا تھا۔ ہمارے ساتھ ہم سفر ہوا۔ ہم نے ہر چند اسے نصیحت کی۔ لیکن وہ نہ مانا۔ ہم نے اس سے کہا کہ ہم سے تو علیحدہ ہو جا۔ چنانچہ جب ہم اس سفر سے واپس ہونے لگے تو ایک روز اس ہم سفر کا ملازم نظر آیا۔ ہم نے اس سے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دینا کہ ہمارے ساتھ گھر واپس چلے۔ اس نے کہا ہمارے آقا کی تو عجیب حالت ہوگئی ہے۔ اس کے دونوں ہاتھ شل اور خوک (خنزیر) کے ہوگئے ہیں۔ پھر جب ہم اس کے پاس گئے اور اس سے گھر واپس چلنے کے لئے کہا اس نے جواب دیا کہ مجھے عجیب مصیبت پہنچی ہے اور اپنے ہاتھ آستین سے نکال کر دکھائے تو واقعتاً مثل خوک (خنزیر) کے تھے۔ پھر وہ ہمارے ساتھ ہولیا۔ لیکن راستے میں اس سے زیادہ عجیب تر واقعہ پیش آیا۔ ایک جگہ بہت سے خوک جمع تھے۔ جب ہمارا قافلہ وہاں پہنچا تو وہ مرکب سے گر کر خوک کی شکل میں ہو کر انہیں کے ساتھ جا ملا۔‘‘

امام بیہقیؒ جو حدیث کے بہت بڑے امام ہیں۔ اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں لکھتے ہیں: ’’ایک ثقہ نے بیان کیا کہ ہم تین آدمی یمن کو جاتے تھے اور ہمارے ساتھ ایک شخص کوفہ کا بھی تھا۔ وہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ کو برا بھلا کہتا تھا۔ ہر چند ہم اسے منع کرتے تھے۔ لیکن وہ باز نہیں آتا تھا۔ جب ہم نزدیک یمن کے پہنچے ایک جگہ اتر کر سو رہے۔ جب کوچ کا وقت آیا۔ ہم نے اٹھ کر وضو کیا اور اور اس کوفی کو بھی جگایا۔ وہ اٹھ کر کہنے لگا۔ افسوس کہ میں تم لوگوں سے جدا ہو کر اسی منزل پر رہ جاؤں گا۔ کیونکہ ابھی ابھی میں نے جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ آپ میرے سر پر کھڑے ہوئے ہیں کہ اے فاسق تو اس منزل میں مسخ ہو جائے گا۔ ہم نے کہا کہ وضو کر۔ اس نے پاؤں سمیٹے۔ ہم نے دیکھا کہ انگلیوں سے مسخ ہونا شروع ہوا اور دونوں پاؤں اس کے بندر کے سے ہوگئے۔ پھر

گھٹنوں تک پھر کمر تک پھر سر اور منہ تک مسخ پہنچا اور وہ بالکل ہی بندر کی شکل میں تبدیل ہوگیا۔ ہم نے اسے پکڑ کر اونٹ پر باندھا اور جلد وہاں سے روانہ ہوگئے۔ ٹھیک غروب آفتاب کے وقت ہمارا گزر ایک جنگل سے ہوا۔ وہاں دیکھا کہ چند بندر جمع ہیں۔ اس نے جب ان بندروں کو دیکھا۔ رسی توڑ کر انہیں میں جاملا۔''

محب طبری ریاض النضرہ میں لکھتے ہیں کہ:''ایک جماعت اہل حلب کی صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخیاں کرتی اور سب وشتم کو روا رکھتی تھی۔ امیر مدینہ کے پاس آئی اور بہت سا مال واسباب عمدہ عمدہ کپڑے اور مختلف قسم کے تحائف ساتھ لائی اور امیر مدینہ کے سامنے یہ سارے تحائف جو ایک اہل دنیا کو موہ لینے کے لئے بہت تھے۔ پیش کر کے عرض رساں ہوئی کہ یہ تحفے تحائف اور سیم وزر کی یہ پیش کش قبول کی جائے اور اس کے صلہ میں اتنا کیا جائے کہ حجرۂ شریفہ روضہ اطہر کا دروازہ کھلوا دیا جائے کہ وہ جماعت جسد اطہر حضرات شیخین حضرت ابوبکرؓ وحضرت عمرؓ کو وہاں سے نکال لے جائے۔

امیر مدینہ جو خالص دنیادار اور زر پرست تھا۔ اس سودے کے لئے تیار ہوگیا اور حرم شریف کے دربان کو بلا کر حکم دیا کہ دیکھو۔ جب اور جس وقت یہ لوگ آویں۔ دروازہ حرم شریف کا کھول دیجیو اور جو کچھ کریں منع نہ کیجیو۔ دربان کہتا ہے کہ جب تمام لوگ عشاء کی نماز پڑھ کر رخصت ہوگئے اور دروازے حرم شریف کے حسب دستور بند ہوگئے۔ باب السلام پر دروازہ کھٹکھٹانے کی آواز آئی۔ میں نے حسب حکم امیر کے دروازہ کھولا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ چالیس آدمی کدال اور مشعل لئے کھڑے ہیں۔ یہ لوگ اندر داخل ہوئے اور میں نے مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر رونا شروع کیا کہ یاالٰہی یہ کیا قیامت نازل ہوگئی۔ سبحان اللہ! اللہ کی قدرت اور صحابہ کرامؓ کی جلالت شان نظر آگئی۔ جب میں نے دیکھا کہ یہ لوگ منبر شریف کے قریب بھی نہیں پہنچے تھے کہ زمین ان تمام لوگوں کو مع ان کے مال واسباب کے نگل گئی۔

امیر مدینہ کو قدرتاً انتظار تھا کہ جب یہ ناہنجار اپنے کام سے فراغت پاچکیں گے تو اس کے پاس ضرور جائیں گے۔ جب بہت زیادہ دیر ہوگئی تب امیر نے مجھے بلا کر حال پوچھا۔ میں نے جو دیکھا تھا۔ بیان کر دیا۔ امیر کہنے لگا تو دیوانہ ہوگیا ہے۔ سمجھ کے کہہ، کیا کہتا ہے۔ میں نے کہا:''اے امیر جو کچھ دیکھا تھا بیان کر دیا۔ تو چل کر خود دیکھ لے۔ ان کے بعض کپڑے ابھی تک نمودار ہیں۔''

اس روایت کو بسند معتبر جذب القلوب الی دیار المحبوب میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلویؒ نے بھی نقل کیا ہے۔ تاریخ کے ان عبرت ناک اور دلخراش واقعات کو محسوس کر کے بھلا کس مسلمان کا دل گردہ ہے کہ وہ متقدمین اسلام کے خلاف سوءِ ظن کا ارتکاب کر سکے۔

مولانا محمد رضوان سرگودھوی کو صدمہ

سرگودھا کے معروف عالم دین اور خطیب حضرت مولانا محمد رضوان کے والد گرامی بقضائے الٰہی ہارٹ اٹیک سے انتقال فرماگئے۔ شہر بھر کے علماء، طلباء نے جنازہ میں شرکت کی۔ انہیں لیاقت کالونی کے قبرستان میں رحمت پروردگار کے سپرد کیا گیا۔ حق تعالیٰ مرحوم کی بال بال مغفرت فرمائیں اور پسماندگان کو صبر جمیل نصیب فرمائیں۔

تبلیغی جماعت اور اکابرین ملت!

سید محمد زین العابدین!

عالمی تبلیغی جماعت پاکستان کے نائب امیر مرکز یہ مدرسہ عربیہ رائے ونڈ کے نائب شیخ الحدیث اور حضرت مولانا محمد زکریا مہاجر مدنیؒ کے شاگرد وخلیفہ مجاز حضرت مولانا محمد احسان الحق اکثر بیانات میں حضرت جی ثانی حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کا ایک فرمان نقل فرمایا کرتے ہیں کہ تبلیغی جماعت کا کام اور اس کی ترتیب کے حق سچ اور عنداللہ مقبول ہونے کی ایک بڑی دلیل یہ ہے کہ علمائے کرام زیادہ سے زیادہ اس کام کی طرف مائل ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ سال رواں اور گزشتہ سالوں کے دوران اکابرین امت اور زعماء ملت کا تبلیغی اجتماعات میں شریک ہونا اکابرین تبلیغ سے ملنا اور رائے ونڈ مرکز آنے کا جس تیزی سے رجحان بڑھا ہے۔ وہ اس بات کا بین اور واضح ثبوت ہے۔

چنانچہ ۲۰۱۱ء کے کراچی اور رائے ونڈ کے عالمی اجتماع میں شیخ الحدیث مولانا سلیم اللہ خان، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نائب امیر مرکزیہ شیخ الحدیث مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق سکندر، مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا محمد رفیع عثمانی، مولانا مفتی محمد تقی عثمانی، شیخ الحدیث مولانا محمد زرولی خان، مولانا مفتی محمد نعیم، مولانا قاری محمد حنیف جالندھری ودیگر حضرات وقتاً فوقتاً تشریف لاتے رہے اور اکابرین تبلیغ بالخصوص امیر مرکزیہ مولانا محمد سعد کاندھلوی، مولانا محمد زبیر الحسن کاندھلوی اور مولانا احمد لاٹ صاحب، حضرت الحاج محمد عبدالوہاب سے ملاقاتیں فرماتے رہے۔ بلکہ اس مرتبہ کے رائے ونڈ اجتماع کے علماء کے بیان کی دعا حضرت مولانا سلیم اللہ خان نے فرمائی اور اسی طرح مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے حاج محمد عبدالوہاب صاحب کے خصوصی رابطے رہے ہیں۔ جبکہ قائد جمعیت مولانا فضل الرحمٰن بھی حضرت حاجی صاحب کی خدمت میں تشریف لاتے رہے ہیں اور حضرت حاجی صاحب بھی اس پیرانہ سالی سے پہلے خود بنفس نفیس ان حضرات علماء کرام کے پاس تشریف لے جایا کرتے تھے۔ اسی طرح حضرت مولانا محمد زرولی خان کا حضرت مولانا محمد احسان الحق سے حال ہی میں بڑا مضبوط تعلق ہو گیا ہے اور اس دفعہ رائے ونڈ کے اجتماع میں تمام اکابرین کے سامنے اپنے بیٹے کی تبلیغ سے تعلق قائم کرنے کی نصیحت فرمائی اور مولانا طارق جمیل کا اپنے ادارہ میں بیان رکھوایا تو یہ سارا کچھ عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ تبلیغ، جہاد، تحفظ ختم نبوت، تحفظ ناموس صحابہؓ، خانقاہ، مدارس یہ تمام دین کے کام اور شعبے میں ہمارے اکابرین کا دین کے تمام شعبوں سے مربوط تعلق اور یہ نہ صرف ابھی کی بات نہیں بلکہ شروع سے ہمارے اکابرین کا یہ طرہ امتیاز رہا ہے۔ چونکہ اس وقت شعبہ تبلیغ کی بات چل رہی ہے۔ اس لئے اس حوالے سے عرض کرتا ہوں مفتی اعظم پاکستان مولانا مفتی محمد شفیعؒ اور محدث العصر مولانا محمد یوسف بنوریؒ باوجود محدث اور مفسر ہونے کے اور تحریک ختم نبوت کی قیادت کرنے کے ان حضرات کے بیانات کراچی مرکز مکی مسجد میں ہوا کرتے تھے۔ رائے ونڈ اجتماع میں ہوا کرتے تھے۔ قائد ملت مولانا مفتی محمودؒ معروف سیاست دان ہونے کے باوجود اجتماعات میں تشریف لایا کرتے تھے۔ اسی طرح سے مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ،

مولانا مفتی نظام الدین شامزئیؒ، مولانا مفتی محمد جمیل خانؒ اور مولانا سعید احمد جلالپوریؒ رائے ونڈ کے اجتماعات میں تشریف لایا کرتے تھے۔ چنانچہ اپنے انہی اکابرین کی یاد کو تازہ کرتے ہوئے ان اکابرین کے جانشین عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے امیر مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ ۸؍شعبان المعظم ۱۴۳۳ھ بمطابق ۲۹؍جون ۲۰۱۲ء بروز جمعۃ المبارک بعد نماز عصر عالمی تبلیغی مرکز رائے ونڈ تشریف لائے۔ راقم الحروف بھی اس موقع پر وہیں تھا۔ چنانچہ نماز عشاء کے بعد تک یعنی تقریباً دس بجے تک حضرت کی خدمت میں حاضری رہی۔

سب سے پہلے حضرت مدظلہ علماء کرام کے بیان میں تشریف لے گئے جو کہ ہر روز نماز عصر کے بعد ہوا کرتا ہے اور اس دن عالمی تبلیغی جماعت پاکستان کے نائب امیر مرکز یہ مولانا محمد احسان الحق بیان فرمارہے تھے۔ اس کے بعد مولانا احسان صاحب سے ملاقات ہوئی۔ حضرت نے انتہائی شفقت کا معاملہ فرمایا۔ بعد ازاں تبلیغ کے بزرگ رہنماء مولانا محمد جمشید علی خان کے بیٹے مولانا صاحبزادہ عبیداللہ خورشید سے ملاقات ہوئی۔ پھر نماز مغرب کا وقت ہوگیا۔ مغرب کی نماز مرکز میں پڑھنے کے بعد تبلیغی جماعت پاکستان کے امیر مرکز یہ حاج محمد عبدالوہاب کے کمرے میں ان کے پاس حاضری ہوئی۔ حاجی صاحب سے مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ کا تعارف کرایا گیا کہ یہ ختم نبوت کراچی کے امیر اور حضرت لدھیانویؒ اور حضرت جلالپوریؒ کی جگہ پر ہیں۔ یہ بات سننا تھی کہ حاجی صاحب نے ۱۹۴۰ء سے لے کر ۲۰۱۲ء تک مجلس احرار اسلام، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علمائے اسلام اور عالمی تبلیغی جماعت کی پوری تاریخ حضرت مولانا کے سامنے رکھ دی اور امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ، خطیب پاکستان حضرت مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ، مجاہد ملت حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ، خطیب اسلام حضرت مولانا احتشام الحق تھانویؒ، قائد ملت حضرت مولانا مفتی محمودؒ، خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ، مجاہد تحریک آزادی مرزا غلام نبی جانبازؒ، حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ، حضرت مولانا حبیب الرحمٰن لدھیانویؒ، حضرت مولانا تاج محمودؒ، حضرت مولانا محمد الیاس کاندھلویؒ اور حضرت مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ کے ایسے ایسے واقعات سنائے اور بتایا کہ ان مواقع میں خود موجود تھے۔ حضرت شاہ جیؒ کے تو گویا عاشق ہیں کہ ان کے فلاں جلسے میں تھا، فلاں موقع میں ان کے ساتھ تھا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں شریک تھا۔ فلاں موقع پر انہوں نے یہ فرمایا۔ فلاں پر انہوں نے یہ فرمایا۔ گویا اس انداز میں بتلائے کہ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت حاجی صاحب کا دماغ کوئی کمپیوٹر ہے۔ غرض حاجی صاحب کی گفتگو سے مولانا محمد اعجاز مصطفیٰ نہال اور حیران ہوئے بغیر نہ رہ سکے۔ یہاں تک کہ جب حضرت مولانا کو بتلایا گیا کہ خواجہ خواجگان حضرت مولانا خواجہ خان محمدؒ کے خلیفہ حضرت مولانا نذر الرحمٰن صاحب موجود نہیں ہیں۔ ان سے ملاقات نہیں ہوسکتی تو مولانا نے فرمایا کہ حضرت حاجی صاحب سے مل کر بھی دل ٹھنڈا ہوگیا۔

حاجی صاحب نے حضرت مولانا کو جو کچھ فرمایا اس میں سے چند باتیں عرض کرتا ہوں: حضرت شاہ جیؒ کا ایک واقعہ سنایا فرمایا کہ شاہ جیؒ حضرت شاہ عبدالقادر رائے پوریؒ سے بیعت کے لئے حاضر ہوئے۔ حضرت رائے پوریؒ نے فرمایا بیعت نہیں کرتا۔ شاہ جیؒ نے خانقاہ میں دھرنا دے دیا اور صبح سے مغرب تک بیٹھے رہے۔ مغرب کے بعد حضرت رائے پوریؒ نے بلایا اور توبہ کرائی اور ساتھ ہی خلافت بھی دے دی اور فرمایا اب لوگوں کو توبہ کرایا کرو۔

اسی طرح سے فرمایا کہ ختم نبوت کے ایک جلسے میں حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ نے تقریر فرمائی وہ تقریر اتنی جاندار تھی کہ اس کے بعد کسی تقریر کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن اس کے بعد شاہ جیؒ کی تقریر طے تھی۔ مگر شاہ جیؒ نے تقریر نہ فرمائی اور فرمایا کہ اس تقریر کا تاثر قائم رہنا چاہئے۔ پھر حضرت مولانا سے پوچھا کہ شاہ جیؒ کی سوانح کس کس نے لکھی؟ حضرت مولانا نے فرمایا مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا سید محمد کفیل شاہ بخاری، مولانا عبدالقیوم حقانی وغیرہ نے۔ پھر پوچھا کہ آپ کا دفتر پرانی نمائش پر ہے۔ مولانا نے فرمایا جی ہاں! پھر پوچھا کہ وہاں سے رسالہ نکلتا ہے تو مولانا نے فرمایا کراچی سے ہفت روزہ ختم نبوت اور ملتان سے ماہنامہ لولاک نکلتا ہے۔

حاجی صاحب نے فرمایا لولاک تو فیصل آباد سے نکلتا تھا۔ مولانا نے بتلایا کہ اب ملتان سے نکلتا ہے۔ پھر حاجی صاحب نے فرمایا کہ لندن میں جو ختم نبوت کا دفتر ہے۔ میں وہاں گیا ہوا تھا۔ اس دفعہ کی لندن کی ختم نبوت کانفرنس ہوگئی؟ مولانا نے فرمایا ۲۴ رجون کو ہوچکی ہے۔ حاجی صاحب نے فرمایا اس کی کارگزاری سنائیں۔ مولانا نے فرمایا کہ حضرت میں خود نہیں گیا تھا بلکہ حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب دامت برکاتہم امیر مرکزیہ، حضرت مولانا اللہ وسایا، حضرت مولانا مفتی خالد محمود وغیرہ حضرات تشریف لے گئے تھے۔ میری مولانا اللہ وسایا صاحب سے ملاقات نہیں ہوئی۔ اس لئے مجھے علم نہیں ہے تو حاجی صاحب نے شفقت سے مولانا کے چہرے پر ہاتھ پھیرا۔ ختم نبوت کی کانفرنس اور وسائل کے بارے میں پوچھنے سے اندازہ ہوا کہ حاجی صاحب کو بھی ختم نبوت کے کام کی فکر لگی ہوئی ہے اور پروگراموں اور کانفرنسوں کی کارگزاری معلوم فرمایا کرتے ہیں۔ بہرحال حاجی صاحب نے کئی ایک واقعات سنائے اور یہ ملاقات دو گھنٹے کے طویل وقت پر محیط رہی۔ حاجی صاحب کسی کو اتنا زیادہ وقت نہیں دیتے لیکن حضرت مولانا کے ساتھ شفقت فرمائی۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان اکابرین کا سایہ تادیر ہم پر قائم رکھے اور جو اس دنیا سے رخصت ہوگئے ہیں۔ ان کے درجات بلند فرمائے۔ دین کے تمام شعبوں کو دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی عطاء فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ۰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وبارک وسلم!

صوبہ خیبر پختونخواہ کے جماعتی رفقاء متوجہ ہوں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی آئندہ تین سال کے لئے ممبر و جماعت سازی شروع ہے۔ صوبہ خیبر پختونخواہ کے تمام جماعتی دوست، رفقاء، مبلغین ممبر سازی کی بکوں کے حصول، جماعت کے انتخاب وغیرہ کے سلسلہ میں حضرت مولانا مفتی شہاب الدین پوپلزئی خطیب جامع مسجد قاسم علی خان قصہ خوانی بازار پشاور سے رابطہ فرمائیں۔ (مرکزی ناظم تبلیغ)

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوئی ذیلی تنظیم نہیں

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے دستور میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی کوئی ذیلی تنظیم، طلباء کی، رضاکاروں کی، کسی بھی قسم کی نہیں ہے۔ بہت ساری تنظیمیں اس کام کے لئے وجود میں آگئی ہیں۔ ان کا اپنا طریقہ کار، اپنا اصول یا دائرہ کار ہے۔ عالمی مجلس اس موقعہ پر یہ وضاحت ضروری سمجھتی ہے کہ عالمی مجلس کے دستور میں عالمی مجلس کی قطعاً کوئی ذیلی تنظیم نہیں۔ نہ ہی کسی کی مجلس ذمہ داری قبول کرتی ہے۔ نہ کرے گی۔ (مرکزی ناظم تبلیغ)

قادیانی مسئلہ پر مشتمل قومی اسمبلی کا خفیہ ریکارڈ مل گیا!

مولانا اللہ وسایا!

۲۹ر مئی ۱۹۷۴ء کو چناب نگر ریلوے اسٹیشن پر قادیانی اوباشوں نے اس وقت کے قادیانی دھرم کے چیف گرو مرزا طاہر احمد کی قیادت میں نشتر میڈیکل کالج ملتان کے طلباء پر قاتلانہ حملہ کیا۔ اس کے ردعمل میں پاکستان میں تحریک چلی۔ اس وقت پاکستان کے وزیراعظم جناب ذوالفقار علی بھٹو تھے۔ انہوں نے قومی اسمبلی میں قادیانی مسئلہ پر بحث کرانے کے لئے قومی اسمبلی کو خصوصی کمیٹی میں تبدیل کردیا۔

اس وقت قومی اسمبلی کے سپیکر جناب صاحبزادہ فاروق علی خان تھے۔ وہ قومی اسمبلی کی اس خصوصی کمیٹی کے بھی چیئرمین قرار پائے۔ ان کی زیر صدارت مہینہ بھر کمیٹی کے اجلاس وقفہ وقفہ سے منعقد ہوتے رہے۔ تب یہ طے پایا تھا کہ قادیانی ولاہوری دونوں گروہوں کے سربراہان کو خصوصی کمیٹی میں بلاکر ان کا موقف سن کر فیصلہ کیا جائے۔

قادیانی جماعت کے چیف گرو مرزا ناصر احمد اور لاہوری گروپ کے لاٹ پادری صدرالدین لاہوری، مسعود بیگ لاہوری، عبدالمنان لاہوری پیش ہوئے۔ جبکہ اس وقت پاکستان کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار تھے۔ چنانچہ طے ہوا کہ تمام قومی اسمبلی کے اراکین جو خصوصی کمیٹی کے بھی اراکین قرار پائے تھے وہ قادیانی، لاہوری گروپ کے قائدین سے قادیانی دھرم کے بارے میں سوالات کر سکتے ہیں۔ لیکن وہ تمام سوالات اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار کے ذریعہ ہوں گے۔

جناب ذوالفقار علی بھٹو قومی رہنما تھے۔ وہ چاہتے تھے کہ قادیانی مسئلہ ایسے طور پر حل ہو کہ باہر کی دنیا کا کوئی شخص اس پر حرف گیری نہ کر سکے۔ اس لئے آپ نے قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی کے سپرد کیا اور طے کیا کہ قادیانی ولاہوری دونوں گروپوں کے لوگوں کو بلاکر ان سے مباحثہ کر کے قادیانی مسئلہ کو ارکان پارلیمنٹ سمجھیں اور پھر آزادانہ فیصلہ کریں۔ اب مشکل یہ پیش آئی کہ قادیانی ولاہوری گروپ کے سربراہان اور ان پر سوال کرنے والے جناب اٹارنی جنرل قومی اسمبلی کے ارکان نہ تھے۔ انہیں قومی اسمبلی کی کاروائی میں حصہ لینے کا کیسے اہل قرار دیا جائے؟۔ اس مشکل کو حل کرنے کے لئے پوری قومی اسمبلی کو ''خصوصی کمیٹی برائے بحث قادیانی ایشو'' میں بدل دیا گیا۔ قومی اسمبلی کے تمام ممبران کو اس خصوصی کمیٹی کا ممبر قرار دیا گیا۔ یوں قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں غیرممبران قومی اسمبلی کو بھی بلانے کا راستہ دیا گیا۔ ان دنوں قومی اسمبلی کے اجلاس پاکستان سٹیٹ بینک اسلام آباد کے ہال میں ہوتے تھے۔ چنانچہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا پہلا اجلاس ۵ر اگست ۱۹۷۴ء بروز پیر صبح دس بجے قومی اسمبلی کے ہال واقع پاکستان سٹیٹ بینک اسلام آباد میں منعقد ہوا۔

۵ر اگست سے لے کر ۱۰ر اگست تک ۶ر دن اور پھر ۲۰ر اگست سے لے کر ۲۴ر اگست تک ۵ر دن۔ کل گیارہ دن مرزا ناصر احمد چیف قادیانی گروہ کا بیان اور اس پر جرح ہوئی۔ ۲۷ر اگست ۲۸ر اگست ۲ر دن ......

صدرالدین، عبدالمنان عمراور مرزا مسعود، لاہوری گروپ کے نمائندوں کا بیان اور جرح ہوئی۔ کل تیرہ دن قادیانی ولاہوری گروپ کے نمائندوں کے بیانات اوران پر جرح مکمل ہوئی۔

قادیانی گروپ کے مرزا ناصراحمد نے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے ریکارڈ میں اپنا بیان جمع کرایا تھا۔ جمع ہوجانے کے باعث وہ قادیانی کیس کی فائل میں تو شامل ہوا۔ لیکن چونکہ مرزا ناصراحمد نے اسے خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں پڑھا نہیں تھا۔ اس لئے وہ کاروائی کا حصہ نہ بن سکا۔ کاروائی کا حصہ تو وہی بنتا تھا جوروز خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں بیان ہوتا۔ البتہ خود قادیانی گروپ لیڈر نے قومی اسمبلی کے ہر رکن کو اس کی ایک ایک مطبوعہ کاپی دے دی تھی۔ اس لئے تمام اراکین نے اس کا مطالعہ کرلیا۔ آج بھی اسمبلی کی فائل میں موجود ہوگا۔ اسے اپنے طور پر قادیانیوں نے شائع بھی کیا۔

کل جماعتی مرکزی مجلس عمل تحفظ ختم نبوت کی طرف سے ملت اسلامیہ کا قادیانی فتنہ کے خلاف اپنا موقف پیش کرنا تھا۔ چنانچہ مرکزی مجلس عمل کے سربراہ شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ نے جا کر راولپنڈی میں ڈیرہ جمالیا۔ پارک ہوٹل میں آپ کا قیام طے ہوا۔ دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ملتان کی لائبریری سے قادیانیت کی کتب اور اخبارات کا ایک ذخیرہ راولپنڈی منتقل کیا گیا۔ قادیانی فتنہ سے متعلق مذہبی بحث کو لکھنے کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد تقی عثمانی کو اور سیاسی بحث لکھنے کے لئے حضرت مولانا سمیع الحق صاحب کو راولپنڈی بلالیا گیا۔ حضرت مولانا تقی عثمانی کی مدد کے لئے فاتح قادیان حضرت مولانا محمد حیاتؒ اور حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ کے ذمہ حوالجات مہیا کرنے کا کام لگایا گیا۔ قادیانی فتنہ سے متعلق سیاسی بحث لکھنے کے لئے حوالجات مہیا کرنے کا کام حضرت مولانا تاج محمودؒ اور حضرت مولانا محمد شریف جالندھریؒ کے ذمہ لگایا گیا۔ دن بھر خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمودؒ، امام اہل سنت حضرت مولانا شاہ احمد نورانیؒ، فخر قوم چوہدری ظہور الٰہی مرحوم، جناب عزت مآب پروفیسر غفور احمد شریک ہوتے۔ رات کو حضرت شیخ بنوریؒ کے ہاں یہ سب حضرات یا جو فارغ ہوتے تشریف لاتے۔ البتہ حضرت مفتی صاحبؒ بہرحال ہرروز تشریف لاتے۔ دن بھر میں محضرنامہ کا جتنا حصہ تیار ہوجاتا وہ سنتے۔ حضرت شیخ بنوریؒ کے حکم پر حضرت پیر طریقت سید نفیس الحسینیؒ اپنے کاتب شاگردوں کی ٹیم کے ہمراہ راولپنڈی تشریف لائے جو حصہ محضرنامہ کا تیار ہوجاتا وہ حضرت سید نفیس الحسینی کے سپرد کردیا جاتا۔ وہ اس کی کتابت کراتے۔ غرض اللہ رب العزت نے فضل فرمایا کہ دن رات مشین کی طرح تمام حضرات اپنا اپنا کام کرتے رہے۔ ادھر ۲۸/اگست کو لاہوری گروپ کا بیان وجرح مکمل ہوئی۔

اگلے دن ۲۹/اگست (ملت اسلامیہ کا موقف جو پہلے سے لکھا جاچکا تھا) کو حضرت مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ نے قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی میں پڑھنا شروع کیا۔ ۲۹/اگست، ۳۰/اگست کو حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے اپنا بیان مکمل فرمایا جو ملت اسلامیہ کا موقف اور چار ضمیمہ جات پر مشتمل تھا۔ ضمیمہ نمبر۱، فیصلہ مقدمہ بہاول پور۔ ضمیمہ نمبر۲، فیصلہ مقدمہ راولپنڈی، ضمیمہ نمبر۳، فیصلہ مقدمہ جمیس آباد، ضمیمہ نمبر۴، فیصلہ مقدمہ جی ڈی کھوسلہ گرداسپور۔ یہ تمام مسودہ حضرت مولانا مفتی محمودؒ نے دودن میں مکمل فرمایا۔

مجاہد ملت حضرت مولانا غلام غوث ہزارویؒ ایم این اے نے اپنی طرف سے علیحدہ محضر نامہ تیار کیا۔ جسے حضرت مولانا عبدالحکیم ایم این اے نے ۳۰؍اگست کے اجلاس کے آخری حصہ میں پڑھنے کا عمل شروع فرمایا۔ جو ۳۱؍اگست کے اجلاس کے اختتام تک مکمل ہوگیا۔ ۲؍ستمبر کے اجلاس میں سردار مولا بخش سومرو، شہزادہ سعید الرشید عباسی، صاحبزادہ صفی اللہ، ڈاکٹر ایس محمود عباس بخاری، سردار عنایت الرحمٰن عباسی، چوہدری جہانگیر علی، کرنل حبیب احمد، مولانا غلام غوث ہزاروی، مغل اورنگزیب، راؤ خورشید علی خان، مولانا عبدالمصطفیٰ ازہری، میاں عطاء اللہ، بیگم نسیم جہان، پروفیسر غفور احمد، خواجہ غلام سلیمان تونسوی، سید عباس حسین گردیزی، جناب عبدالعزیز بھٹی، حضرت مولانا شاہ احمد نورانی صدیقی، چوہدری غلام رسول تارڑ، جناب محمد افضل رندھاوا، چوہدری ممتاز احمد، غلام نبی چوہدری، ملک کرم بخش اعوان، جناب غلام حسن خان ڈھانڈلہ، مخدوم نور محمد ہاشمی اور دیگر ممبران قومی اسمبلی نے بحث میں حصہ لیا۔

۳؍ستمبر کو جناب غلام رسول تارڑ، جناب کرم بخش اعوان، مولانا غلام غوث ہزاروی، پروفیسر غفور احمد، ڈاکٹر محمد شفیع، چوہدری جہانگیر علی، مولانا ظفر احمد انصاری، جناب حنیف خان، خواجہ جمال کوریجہ، حضرت مولانا عبدالحق، ممبران قومی اسمبلی نے بحث میں حصہ لیا۔

(۴؍ستمبر کو سری لنکا کے وزیراعظم تشریف لائے۔ ان کے اعزاز میں قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا۔ اس لئے آج کی کاروائی خصوصی کمیٹی کا حصہ نہ تھی۔)

۵؍ستمبر کو پھر قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا اجلاس شروع ہوا۔ جناب چوہدری محمد حنیف خان، ارشاد احمد خان، ملک محمد سلیمان، جناب عبدالحمید جتوئی، ملک محمد جعفر، ڈاکٹر غلام حسین، چوہدری غلام رسول تارڑ، احمد رضا خان قصوری کے بیانات ہوئے۔ آج کے اجلاس کے آخری حصہ میں جناب یحییٰ بختیار اٹارنی جنرل نے بحث کو سمیٹنا شروع کیا۔

۶؍ستمبر کو ممبران قومی اسمبلی اور جناب یحییٰ بختیار کے بیانات و بحث اختتام کو پہنچی۔

۷؍ستمبر کو بھی خصوصی کمیٹی کے اجلاس میں ممبران نے بحث میں حصہ لیا۔ کل ۲۱؍دن کی کاروائی ہے۔ جس کا خلاصہ یوں ہے:

مرزاناصر احمد	کا بیان	۱۱؍دن	ہوا۔
لاہوری گروپ	کا بیان	۲؍دن	ہوا۔
حضرت مولانا مفتی محمودؒ	کا بیان	۲؍دن	ہوا۔
حضرت مولانا عبدالحکیم	کا بیان	۱؍دن	ہوا۔
ممبران قومی اسمبلی	کے بیانات	۳؍دن	ہوئے۔
ممبران و یحییٰ بختیار	کے بیانات	۲؍دن	ہوئے۔
	کل	۲۱؍دن۔ یہ کل اکیس دن کی کاروائی تھی۔	

۷ ستمبر کو قومی اسمبلی کا اجلاس ہوا جس میں قادیانی، لاہوری مرزا قادیانی کے ماننے والے دونوں گروہوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دے دیا۔ اس زمانہ میں قومی اسمبلی کی یہ تمام تر کاروائی آڈیو ریکارڈ کے ذریعہ محفوظ کی گئی۔ خصوصی کمیٹی کی اس تمام کاروائی کو ٹاپ سیکرٹ (انتہائی خفیہ) قرار دے کر سربمہر کر دیا گیا۔ البتہ اسمبلی کے قواعد وضوابط کے مطابق تمام آڈیو کیسٹوں سے اسے کاغذ پر اسمبلی کے عملہ نے منتقل کیا۔ اس خصوصی کمیٹی کی کاروائی کو انتہائی خفیہ کاروائی قرار دے کر اس کی اشاعت کو ممنوع اس لئے قرار دیا گیا کہ قادیانی گروہ نہیں چاہتا تھا کہ ہمارا کچا چٹھا قادیانی عوام کے سامنے آئے کہ کس طرح دن رات ہر اجلاس میں کئی بار قادیانی قیادت نے اپنے عقائد ونظریات سے انحراف کیا۔ سیاہ دلی کے ساتھ سفید جھوٹ بولے۔ خود قادیانی خواہشات کی تکمیل وقادیانیوں کی نازبرداری کے لئے اس کاروائی کو منظر عام پر نہ لایا گیا۔ لیکن قادیانی شاطر قیادت نے دن رات جھوٹ بول کر اپنے عوام کے سامنے میاں مٹھو بنے کہ اگر اسمبلی کی وہ کاروائی چھپ جائے تو آدھا پاکستان قادیانی ہو جائے۔ قادیانی سربراہ مرزا طاہر کا یہ بیان تاریخ کا حصہ ہے۔

ان دنوں جس ٹیم نے قادیانی مسئلہ کو قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کے سامنے پیش کرنے کے لئے محنت کی۔ فقیر راقم کو بھی ان کی جوتیوں میں بیٹھنے کی سعادت حاصل تھی۔ تب مفکر اسلام مولانا مفتی محمودؒ، مولانا شاہ احمد نورانیؒ، چوہدری ظہور الٰہی اور دیگر اراکین اسمبلی دن بھر کی کاروائی سنانے کے لئے شیخ الاسلام حضرت مولانا محمد یوسف بنوریؒ کے پاس راولپنڈی پارک ہوٹل تشریف لاتے۔ ان کی تمام گفتگو، قادیانیوں سے سوالات وجوابات کو تفصیل کے ساتھ فقیر نے کاپی پر نوٹ کی۔ اسمبلی میں بھی رپورٹنگ کے لئے ساتھی موجود ہوتے تھے۔ جو ہنڈس لیتے رہتے تھے۔ وہ تمام کاروائی بھی فقیر نے قلمبند کی۔ کچھ مواد ممبران سے بھی مل گیا۔ اس طرح ''تاریخی قومی دستاویز'' کتاب تیار ہوگئی۔ اس دوران میں اللہ رب العزت کے کرم کا معاملہ ہوا کہ جوہانسبرگ میں لاہوری گروپ کی طرف سے ایک کیس دائر ہوا۔ جوہانسبرگ افریقہ کے مسلمانوں نے رابطہ عالم اسلامی مکہ مکرمہ سے اس کیس کی پیروی کے لئے مدد مانگی۔ رابطہ نے پاکستان کے اس وقت کے صدر جناب ضیاء الحق سے اس کی پیروی کے درخواست کی۔ پاکستان سے بھاری بھرکم سرکاری وفد افریقہ کے لئے گیا۔ اس میں پاکستان کے لاء سیکرٹری جناب جسٹس (ر) محمد افضل چیمہ صاحب بھی تھے۔ چنانچہ چیمہ صاحب کے ذریعہ وفد کو پاکستان کی قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کی وہ کاروائی جو آڈیو سے رجسٹروں پر منتقل کی گئی تھی۔ اس کی کاپی صدر مملکت کے حکم پر فراہم کی گئی۔ اس وفد میں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے رہنمایان حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، مولانا عبدالرحیم اشعرؒ اور بہت سارے حضرات شریک تھے۔ چنانچہ اس خصوصی کمیٹی کی انتہائی خفیہ کاروائی کی کاپی عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے ان رہنماؤں کو بھی میسر آ گئی۔ کتاب فقیر نے مرتب کی تھی۔ وہ وبلا مبالغہ پچاس ساٹھ ہزار کے قریب چھپ کر دنیا میں تقسیم ہوئی۔ انگلش، بنگلہ وغیرہ زبانوں میں اس کے تراجم ہوئے۔

قادیانی جب اسمبلی کی کاروائی کا تذکرہ کرتے تو اس کا خلاصہ یا مفہوم (تاریخی قومی دستاویز) جو بھی آپ فرمائیں ان کے سامنے کیا جاتا تو وہ دم بخود ہو جاتے۔ قادیانی قیادت اس صورت حال سے بہت پریشان ہوئی۔

’’قومی تاریخ دستاویز‘‘ پونے چار سو صفحات کی کتاب کی اہمیت کم کرنے کے لئے قادیانی قیادت نے مستقل جھوٹ گھڑنے والی پارٹی کا اجلاس کیا اور ایک مضمون تیار کر کے انٹرنیٹ پر رکھ دیا کہ یہ کتاب غلط بیانی پر مشتمل ہے۔ ہم ان سے کہتے رہے کہ یہ غلط ہے تو جو صحیح ہے وہ آپ لائیں۔ لیکن جھوٹ بولنا اور جھوٹ کی پردہ داری پر سانپ سونگھ جانا۔ یہ قادیانی قیادت کے حصہ میں لکھا ہے۔ غرض اس پر سالہا سال بیت گئے۔

ایک بار محترمہ بینظیر بھٹو کے عہد حکومت میں قومی اسمبلی کے ریکارڈ روم میں آگ بھڑک اٹھی۔ جو ریکارڈ جل گیا ان میں وہ قومی اسمبلی کی خصوصی کمیٹی کا آڈیو ریکارڈ بھی تھا۔ اس سے تشویش ہوئی کہ قادیانی اس ریکارڈ کو ضائع کرنے کے درپے ہیں۔ لیکن اطمینان تھا کہ وڈیو سے وہ کاغذوں پر منتقل شدہ حصہ ریکارڈ محفوظ تھا۔ آج سے تقریباً ڈیڑھ سال قبل ایک دن خبر آئی کہ محترمہ ڈاکٹر فہمیدہ مرزا سپیکر قومی اسمبلی پاکستان نے اس کاروائی کو اوپن کرنے کا حکم دے دیا ہے۔ اور وہ کاروائی قومی اسمبلی سیکرٹریٹ شائع کر رہا ہے۔ اس اقدام کا ملک بھر میں خیر مقدم کیا گیا۔ اس پر خوشی کے جذبات پر مشتمل مضامین ہم نے شائع کئے۔

لیکن زخمی سانپ کی طرح قادیانی قیادت بلوں میں تڑپتی رہی۔ انہوں نے چپ کا روزہ نہ توڑا۔ محترمہ فہمیدہ مرزا کے بیان پر بھی چھ ماہ بیت گئے۔ اسمبلی کی کاروائی نہ چھپی تو پھر قادیانیوں نے کہنا شروع کیا کہ وہ کیوں نہیں چھاپتے۔ وہ اعلان کا کیا بنا؟۔ ہمیں اس پر شبہ ہوا کہ شاید پھر قادیانیوں نے اس پر پابندی نہ لگوادی ہو۔ آج سے چند ماہ قبل بزنس ریکارڈز اسلام آباد میں بٹ صاحب کا ایک مضمون شائع ہوا کہ وہ کاروائی چھپ گئی ہے۔ اس کی بابت تسلی تو ضرور ہوئی۔ لیکن ابھی واہمہ کا شکار تھے کہ اب ۲۰ رجنوری ۲۰۱۲ء کے روزنامہ جنگ میں خبر شائع ہوئی ہے جسے پڑھ کر ہمارے جسم کا ذرہ ذرہ خوشی سے وجد کرنے لگا۔ آپ بھی خبر پڑھیں اور اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں۔ لیجئے باقی باتیں پھر۔ ابھی تو آپ خبر پڑھیں جو یہ ہے:

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا خفیہ پارلیمانی ریکارڈ اوپن کر دیا گیا

’’اسلام آباد (طاہر خلیل) قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا خفیہ پارلیمانی ریکارڈ اوپن کر دیا گیا۔ اسپیکر ڈاکٹر فہمیدہ مرزا نے ۳۸ سال بعد قادیانی آئینی ترمیم کا خفیہ ریکارڈ اوپن کرنے کی منظوری دے دی ہے۔ ذرائع نے بتایا ہے کہ ۷ رستمبر ۱۹۷۴ء کو بھٹو دور میں قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے لئے قومی اسمبلی نے دوسری آئینی ترمیم کی منظوری دی تھی۔ اس مقصد کے لئے پورے ایوان کو قائمہ کمیٹی قرار دے کر اس کے خفیہ اجلاس منعقد کئے گئے۔ چار خفیہ اجلاس میں جماعت احمدیہ کے اس وقت کے سربراہ مرزا طاہر احمد نے دلائل دیئے تھے جس پر اٹارنی جنرل یحییٰ بختیار نے تفصیلی جرح کی۔ چونکہ ساری کاروائی خفیہ تھی۔ اس لئے تحریری ریکارڈ پارلیمنٹ ہاؤس میں سربمہر رکھا گیا۔ ذرائع نے کہا کہ آفیشل سیکرٹ ایکٹ کے تحت کوئی بھی دستاویز ۳۰ سال تک خفیہ رہ سکتی ہے۔ تیس سال کے بعد اسے اوپن کر دیا جاتا ہے۔ چنانچہ ۳۸ سال کے بعد موجودہ اسپیکر نے خفیہ قادیانی ترمیمی بل کا سارا ریکارڈ اوپن کرنے کی منظوری دے دی۔

ذرائع نے یہ بھی انکشاف کیا کہ قادیانی آئینی بل کا خفیہ آڈیو ریکارڈ بینظیر دور ۱۹۹۳ء میں جل گیا تھا۔

قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کے خفیہ ریکارڈ کی تیاری اور طباعت پر قومی اسمبلی کو ۴۶ لاکھ روپے خرچ کرنا پڑے ہیں اور سارا ریکارڈ اوپن کر کے جمعرات کو پارلیمنٹ ہاؤس کی لائبریری میں رکھ دیا گیا ہے۔ جہاں ارکان اس سے استفادہ کرسکیں گے۔ علاوہ ازیں سینٹ کے اپوزیشن لیڈر مولانا عبدالغفور حیدری نے بھی قادیانیوں کو اقلیت قرار دینے کا پارلیمانی ریکارڈ حاصل کرنے کے لئے قومی اسمبلی سیکرٹریٹ سے باضابطہ رابطہ کرلیا ہے۔''

اس خبر اور بٹ صاحب کے مضمون کے بعد سے ہم مسکین اس کی تلاش میں فکر مند ہوئے۔ حضرت مولانا محمد خان شیرانی صاحب چیئرمین اسلامی نظریاتی کونسل پاکستان سے دفتر ختم نبوت ملتان میں مستقل ایک میٹنگ کی۔ گزشتہ سال ۱۴۳۲ھ کے حج سے پہلے سکھر میں حضرت مولانا عبدالغفور حیدری سے میٹنگ ہوئی۔ حج کے بعد دوبارہ رابطہ ہوا۔ کئی سفر کئے۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، قاری نذیر احمد لاہور سے اسلام آباد اتنی بار آئے گئے کہ شاید ڈائیو والے بھی پریشان ہوگئے ہوں گے۔ لیکن کام نہ ہوا۔ مولانا قاضی ہارون الرشید، مولانا قاری احسان اللہ، مولانا مفتی محمد اویس عزیز، پیر طریقت حضرت مولانا عزیز الرحمٰن صاحب، پتہ نہیں جنون کی حالت میں کس کس کی منتیں کیں۔ بخدا! اس آفیشل اور مکمل کاروائی کو حاصل کرنے کے لئے اتنا جنون تھا کہ بس نہ پوچھئے کہ غم عاشقی میں کہاں کہاں سے گزر گیا۔

روبرو، کوبکو، دربدر اور سربسر۔ کہاں کہاں پر کوشش کی؟۔ یہ بے قراری کی حالت میں مخلصانہ محنت کی کیفیات تو اللہ رب العزت جانتے ہیں۔ جب بیل منڈھے چڑھتی نظر نہ آئی تو حضرت صاحبزادہ سعید احمد صاحب کے گھر لاہور میں مخدوم گرامی حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم سے میٹنگ کرنے کے لئے ملتان سے سفر کر کے لاہور گیا۔ مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، صاحبزادہ سعید احمد، ڈاکٹر قاری عتیق الرحمٰن، سیکرٹری جنرل جمعیت علمائے اسلام پنجاب کے ہمراہ پون گھنٹہ حضرت مولانا فضل الرحمٰن سے میٹنگ ہوئی۔ قائد جمعیت نے فرمایا کہ رکاوٹ کیا ہے؟۔ عرض کیا کہ حضرت حیدری صاحب مدظلہ کئی ملاقاتیں کر چکے ہیں۔ سپیکر فہمیدہ صاحبہ نہیں مان رہی۔ کاروائی چھپ گئی ہے۔ کئی اس کے سیٹ تیار ہوکر اسمبلی، ڈپٹی سپیکر کے ساتھ والے کمرہ میں محفوظ ہیں۔ لیکن تقسیم کے لئے محترمہ آمادہ نہیں۔ اس پر چھیالیس لاکھ ہماری غیر مصدقہ اطلاعات کے مطابق گورنمنٹ کا طباعت پر خرچہ آیا ہے۔ لیکن محترمہ تقسیم پر راضی نہیں۔ مخدوم محترم حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب نے فرمایا کہ آپ کے خیال میں اس کے نہ دینے کا باعث کیا ہے؟۔ فقیر نے عرض کیا کہ حکومت کی دون ہمتی یا قادیانی لابی نے باہر سے زور ڈلوایا ہے کہ تقسیم نہ ہو یا حکومت کا وہمہ کہ کوئی قضیہ نہ کھڑا ہو جائے۔ لیکن ہمارے لئے مسئلہ یہ ہے کہ چاہے خود قادیانی رکاوٹ ہوں۔ لیکن وہ میاں مٹھو بن جائیں گے کہ باہر کیوں نہیں لاتے؟۔ تو اس کا تقاضہ ہے کہ یہ ملنی چاہئے۔ یہ بھی اندیشہ ہے کہ...... ! اس پر حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم نے روک دیا۔ فرمایا چھوڑ دیجئے۔ میں سمجھ گیا۔ کوشش کرتے ہیں۔ وقت لگے گا نکلوانے میں۔ لیکن مل جائے گی۔ اس پر بھی کافی عرصہ بیت گیا۔ تو مولانا صاحبزادہ عزیز احمد کے ذریعہ بارہا حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کو یاددہانی کرائی۔ لیکن حضرت مولانا کا خیال مبارک تھا کہ ایک دفعہ کہوں گا اور ایسے طور پر کہ وہ انکار نہ کرسکیں۔ حضرت مولانا کا موقف سو فیصد صحیح تھا۔ لیکن

ہماری بے قراری کو کون جانے؟۔ مولانا صاحبزادہ عزیز احمد صاحب دامت برکاتہم کے اس مسئلہ اتنے کان کھائے کہ ان کو اس کا نام سنتے ہی الرجی ہو جاتی۔

قارئین جانے دیں۔ ہر کام کے لئے وقت مقرر ہوتا ہے۔ تھوڑا عرصہ ہوتا ہے کہ برادرزادہ مولانا سہیل باوا کا لندن سے فون آیا کہ لندن کی ایک ویب سائیڈ پر سرکاری آفیشل مکمل کاروائی آگئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ ان سے عرض کیا کہ اس کی سی ڈی بنوائیں۔ ابھی فقیر یہ خبر چھپائے ہوئے تھا کہ برادر جناب محمد متین خالد صاحب نے فرمایا کہ ویب سائیڈ پر کاروائی بندہ نے مکمل دیکھ لی ہے۔ مبارک ہو۔ اب سوچوں کہ یا اللہ یہ کیسے ملے گی؟۔ کچھ دیر معمولی وقفہ کے بعد جناب مولانا باالفضل رولانا قاضی احسان احمد صاحب کا کراچی سے فون آیا کہ قومی اسمبلی کی کاروائی ویب سائیڈ پر آگئی ہے۔ آپ کے علم میں ہے؟۔ فقیر نے عرض کیا سنا تو یہ ہے۔ لیکن جب تک دیکھ نہ پائیں آنکھیں کیسے ٹھنڈی ہوں؟۔ قاضی صاحب نے فرمایا کہ برادر نبیل صاحب اور جناب سید انوار الحسن صاحب نے اس کا پرنٹ نکالنا شروع کر دیا ہے۔ فقیر اب ان دونوں سے ڈائریکٹ ہو گیا۔ کاغذ اچھا لگائیں۔ کوئی صفحہ رہ نہ جائے۔

لیجئے! خلاصہ یہ کہ مکمل کاروائی انٹرنیٹ لندن کی ویب سائیڈ سے مل گئی ہے۔ کل اکیس حصص کے صفحات ۳۰۸۳ رہیں۔ اب اس کو صرف پڑھ نہیں رہا بلکہ دوزانو ہو کر اس کا مرید بنا ہوا ہوں۔ چلیں! ساری باتیں ایک مجلس میں کہنا مناسب نہیں۔ اس سلسلہ میں قارئین سے کچھ عرصہ بعد بات کریں گے۔ صرف بات نہیں کریں گے۔ بلکہ اس مسئلہ پر انہیں صاحب نصاب بنادیں گے۔ زندگی وصحت باقی ...... ملاقات باقی!

تبصرہ کتب!

تبصرہ کے لئے دو کتابوں کا آنا ضروری ہے...... ادارہ

حضرت امام مہدی اوران کا لشکر: مصنف: مولانا ابن سلطان محمود: صفحات: ۲۷۶: قیمت: درج نہیں: ملنے کا پتہ: فرضی اور نا مکمل درج ہے!

سیدنا مسیح علیہ السلام کو عیسائی خدا بناتے ہیں۔ یہودی ان کے نسب پر طعن کرتے ہیں۔ مسلمان انہیں اللہ رب العزت کا پاکباز اور مقدس نبی مانتے ہیں۔ بعینہ سیدنا مہدی علیہ الرضوان کے متعلق بھی تین طبقات پائے جاتے ہیں۔ رافضی بدنصیب انہیں انبیاء سے افضل قرار دیتے ہیں۔ خارجی ملعون ان کے وجود سے انکار کرتے ہیں۔ مسلک اعتدال اہل سنت کا ہے کہ ان کے نزدیک وہ آخری زمانہ کی بزرگ وبرتر شخصیت حضور سرور کائنات ﷺ کی امت میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان پیدا ہوں گے۔ آج کل ہمارے بعض نادان لوگوں نے شیعہ دشمنی میں سیدنا مہدی علیہ الرضوان پر سب وشتم کی بوچھاڑ اور انکار کا بازار گرم کر رکھا ہے۔ مصنف راہ اعتدال پر چلے ہیں؟۔ یہ بات کتاب پڑھنے سے معلوم ہوگی کہ انہوں نے کس نقطہ نظر کی ترجمانی کی ہے؟۔

کاغذ کی کشتی!

مولانا غلام رسول دین پوری!

یہ ایک حقیقت ہے کہ ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے رسول حضرت نوح علیہ السلام ہوئے ہیں۔ جن کا تذکرہ قرآن مقدس میں تقریباً تینتالیس ۴۳ جگہ آیا ہے۔ جس قوم کی طرف حضرت نوح علیہ السلام کی بعثت ہوئی۔ وہ توحید خداوندی اور صحیح مذہب سے یکسر نا آشنا ہوچکی تھی۔ حضرت نوح علیہ السلام نے شب وروز ایک کرکے اسے سمجھایا کہ شاید یہ بدبخت قوم سمجھ جائے اور رحمت خداوندی کی آغوش میں آجائے۔ مگر قوم نہ سمجھی۔ جس قدر حضرت نے سمجھایا۔ اسی قدر بلکہ اس سے کہیں زیادہ قوم نے بغض وعناد میں سرگرمی کا مظاہرہ کیا۔ جس کی تمام تر تفصیلات قرآن پاک میں موجود ہیں۔ بالآخر جب قوم کی ہدایت سے بالکل مایوس ہوگئے اور حضرت کی ساڑھے نوسو سالہ دعوت وتبلیغ کا ان پر کچھ اثر نہ ہوا تو سخت کبیدہ خاطر اور ملول ہوئے۔ تب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا فرمائی کہ:''رب لاتذر علی الارض من الکافرین دیارا'' ﴿اے پروردگار! تو کافروں میں سے کسی کو بھی زمین پر باقی نہ چھوڑ۔﴾

اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور کشتی تیار کرنے کا حکم فرمایا تاکہ ظاہری اسباب کے اعتبار سے مومنین عذاب سے محفوظ ہوجائیں۔ قوم کفار نے مذاق اڑانا شروع کردیا۔ حضرت کشتی بناتے رہے۔ آخر سفینہ نوح تیار ہوگیا اور عذاب خداوندی کا وقت بھی قریب آپہنچا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت نوح علیہ السلام کو مومنین کاملین اور دیگر مخلوق کو کشتی میں سوار کرنے کا حکم فرمایا۔ حضرت نے انہیں سوار کیا۔ طوفان شروع ہوا۔ آسمان سے پانی برسا۔ زمین سے بھی ابلا۔ جب تک طوفان رہا۔ کشتی تیرتی رہی۔ مومنین محفوظ رہے۔ کافرین معاندین غرق درآب ہوگئے۔ یہ ایک ایسی مصیبت ہے جو چودہ صدیوں سے قرآن پاک بیان کررہا ہے اور امت مسلمہ پڑھ پڑھ کر اپنے ایمان کو جلا بخش رہی ہے اور حضور ﷺ کی اتباع میں روزافزوں بڑھ رہی ہے۔

اس کے بالمقابل دیکھئے! قادیان کا دھقان جس کا نام مرزاغلام احمد قادیانی ہے۔ جب اسے دعویٰ نبوت کا شوق چڑھا اور حرص نے گھیرا کیا۔ تمام نبیوں کے مجموعہ بننے کا جی للچایا۔ تو اپنی کتاب (اربعین نمبر۴) میں لکھا کہ:

''اب دیکھو کہ خدا نے میری وحی اور میری تعلیم اور میری بیعت کو نوح کی کشتی قرار دیا اور تمام انسانوں کے لئے اس کو مدار نجات ٹھہرایا۔ جس کی آنکھیں ہوں۔ دیکھے اور جس کے کان ہوں سنے۔''

(حاشیہ اربعین نمبر۴ ص۶، خزائن ص۴۳۵ ج۱۷)

اور دوسری اس کی کتاب میں ہے:''واللہ انی غالب وسیظھر شوکتی وکل ھالک الا من قعد فی سفینتی یعنی بخدا میں غالب ہوں اور عنقریب میری شوکت ظاہر ہوجائے گی اور ہر ایک مرے گا۔ مگر وہی بچے گا جو میری کشتی میں بیٹھے گا۔''
(البشریٰ جلد دوم ص۱۲۹، تذکرہ ص۷۱۳ ج۳)

حضرت نوح علیہ السلام نے جو کشتی بنائی تھی۔ سب مسلمان جانتے ہیں کہ وہ تختوں اور کیلوں سے مرصع تھی اوراس میں سوار ہونے والے مسلمان اور مومنین کاملین عذاب الٰہی سے بچ گئے۔ مرزا قادیانی نے کس طرح کی کشتی بنائی؟ مرزائیوں سے پوچھو تو وہ صرف بتائیں گے نہیں بلکہ دکھا بھی دیں گے اور دے بھی دیں گے۔

وہ ہے ’’کشتی نوح‘‘ ایک طرف مرزا قادیانی اپنی بیعت کو ’’کشتی نوح‘‘ کہہ رہا ہے اور دوسری طرف ’’کشتی نوح‘‘ لکھ کر اپنی امت (مرزائیہ) کو دے دی اور یہ کہہ دیا کہ مشکلات میں اور عذاب الٰہی سے بچنے میں میری کشتی تمہیں کام آئے گی۔ جو مرزائی اس میں بیٹھے گا۔ بچ جائے گا۔

قارئین کرام! ذرا غور فرمائیں مرزا قادیانی کی بنائی ہوئی کشتی ’’کاغذی کشتی ہے‘‘ کاغذ پانی پڑتے ہی گلنا شروع کر دیتا ہے۔ آگ تو اس کا وجود ہی ختم کر دیتی ہے۔ آخرت میں تو یقیناً کام نہیں آئے گی۔ دنیا میں جگہ جگہ طوفان آرہے ہیں۔ سیلاب آرہے ہیں۔ جگہ جگہ بارشیں موسلا دھار برس رہی ہیں۔ تھمنے کا نام نہیں لیتیں۔ قادیانی امت بہت پریشان ہے۔ پاکستان میں بھی اور بیرون پاکستان برطانیہ، امریکہ، جرمنی وغیرہ میں بھی قادیانی مجلات، اخبارات ورسائل چیخ رہے ہیں کہ قادیانیت پر ظلم ہو رہا ہے۔ پاکستان اور بیرون پاکستان میں جی نہیں سکتے۔ ان تمام تر مشکلات میں قادیانی مرزا قادیانی کی بنائی ہوئی کاغذی کشتی ’’کشتی نوح‘‘ میں سوار کیوں نہیں ہوئے؟۔ طوفانوں سے کیوں نہیں بچ جاتے؟۔ نیز کم از کم امت مسلمہ کو یقین دلانے کے لئے ایک مرتبہ مرزا قادیانی کی کاغذ کی کشتی ’’کشتی نوح‘‘ پر سوار ہو کر چناب نگر کے ’’دریائے چناب‘‘ کو پار کر کے تو دکھائیں اور سمجھائیں کہ یوں مرزا قادیانی کی کاغذی ’’کشتی نوح‘‘ پر سوار ہو کر طوفانوں، سیلاب وغیرہ سے بچا جا سکتا ہے۔

یہ مرزا قادیانی اور مرزائیوں کی سچائی کی بہت بڑی دلیل ہوگی۔ دیکھیں! مرزائیوں میں سے کون کمر ہمت باندھتا ہے؟۔ ’’واللہ ھوالھادی الی سواء السبیل‘‘

اپنے رسالہ کی تجدید کرالیں

جن حضرات کا سالانہ چندہ ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ کو ختم ہو چکا ہے۔ وہ آئندہ سال کے لئے ایک سو روپے مرکز ملتان یا مقامی مبلغین کو عنایت فرما کر اپنے رسالہ کی تجدید کرالیں۔

عالمی مجلس کے شعبہ تبلیغ کی طرف سے ضروری ہدایت

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قیام سے اب تک ہمیشہ سے یہ طریقہ کار رہا ہے کہ اگر تبلیغ کے لئے ایک حلقہ کے مبلغ کی دوسرے حلقہ میں تشکیل کی ضرورت ہے تو وہ مرکزی دفتر ملتان کرتا ہے اور حضرت مرکزی ناظم اعلیٰ صاحب مدظلہ کے حکم ومنظوری سے ایک حلقہ کے مبلغ دوسرے حلقہ میں تشریف لے جاتے ہیں۔ اس پر آج تک عمل ہوتا رہا اور اب بھی جماعتی نظم برقرار رکھنے کے لئے ایسا ہونا ضروری ہے۔ اس اعلان کی ضرورت اس لئے پیش آئی کہ بعض حضرات دوسرے حلقہ میں کسی مقامی عہدیدار کا خط لے کر تبلیغ کے نام پر چلے جاتے ہیں۔ یہ جماعتی وقار کے خلاف ہے۔ مبلغین حضرات ومقامی عہدیداران اس کی پابندی فرمائیں۔ غیر متعلقہ حضرات کی ہم پر قطعاً ذمہ داری نہیں ہے۔ (مرکزی ناظم تبلیغ)

کمبل کہ ریچھ؟

مولانا اللہ وسایا!

عرصہ سے مثال سن رکھی تھی کہ ایک شخص نے دریا کے کنارے کھڑے دیکھا کہ خوبصورت لمبے ریشہ والا سیاہ توت کمبل دریا کی موجوں میں بہا جارہا ہے۔ اس شخص نے کمبل پکڑنے کے لئے دریا میں چھلانگ لگادی۔ جونہی کمبل کو ہاتھ ڈالا تو معلوم ہوا کہ وہ لمبے ریشے والا کمبل نہیں۔ بلکہ زندہ ریچھ ہے۔ جسے دریا بہائے لیجارہا ہے۔ وہ ریچھ اتنا بدحال ہوگیا تھا کہ اس کی قوت مدافعت جواب دے چکی تھی۔ بالآخر نیم بیہوش ہوکر خود کو دریا کی لہروں کے سپرد کررکھا تھا۔ اب جونہی جواں مرد، صحت مند انسان اس کے قبضہ میں آیا وہ ریچھ اس سے لپٹ گیا۔ اس شخص نے جوں ہی جان چھڑانے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے ریچھ نے اسے مزید اپنی گرفت میں لے کر اس شخص کو نڈھال کردیا۔ اب کبھی یہ شخص نیچے، کمبل (یعنی ریچھ) اوپر۔ کبھی کمبل نیچے یہ شخص اوپر۔ چند بار تبادلہ کے بعد یہ شخص ڈوبنے لگا تو باہر دریا کے کنارے کھڑے دوسرے شخص نے آواز دے کر کہا کہ کمبل کو چھوڑدو۔ تم خود باہر آجاؤ۔ تو ڈوبنے والے نے جواباً پکار کر کہا کہ میں تو اس کمبل کو چھوڑتا ہوں۔ یہ کمبل مجھے نہیں چھوڑتا۔ مجھے یہ مثال آج اس لئے یاد آئی کہ:

ا...... برادر متین خالد صاحب نے مجھے فرمایا کہ مرزا قادیانی کے بیٹے مرزا بشیر احمد قادیانی کی کتاب سیرت المہدی کا کمپیوٹر ایڈیشن آیا ہے۔ اس کو قدیم ایڈیشن سے ملانا چاہئے۔ اس میں کوئی ترمیم یا ردوبدل تو قادیانیوں نے نہیں کیا؟۔ فقیر نے حامی بھرلی۔ ایک دن دوتین مقامات سے دونوں ایڈیشنوں کا تقابل کیا۔ درست پایا تو فون پر جناب متین خالد صاحب کو رپورٹ عرض کی۔ انہوں نے کہا کہ دسمبر۱۹۲۷ء اسلامیہ سٹیم پریس لاہور کی مطبوعہ قادیان ایڈیشن، سیرت المہدی ج۲ ص۷۸ کی روایت نمبر۴۰۷ کا تقابل کریں۔ متذکرہ قادیان ایڈیشن میں اس روایت کی عبارت یہ ہے:

''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی صاحب (قادیانی) نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ ہماری جماعت کے آدمیوں کو چاہئے کہ کم ازکم تین دفعہ ہماری کتابوں کو مطالعہ کریں اور فرماتے تھے کہ جو ہماری کتب کا مطالعہ نہیں کرتا۔ اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔''

یہ مرزا قادیانی کا قادیانیوں پر تبصرہ ہے کہ پوری قادیانیت اس سے چیخ اٹھی۔ آگے دوسری روایت میں اسے بدلنے کی بھی کوشش کی۔ لیکن یہ روایت اس طرح رہ گئی۔ اب قادیانیوں کو سخت مناظرہ میں شرمندگی اٹھانی پڑی۔ خوب یاد ہے کہ کیگری کنیڈا پاکستان کمیونٹی سنٹر ۱۹۸۵ء میں یوم پاکستان کے موقعہ پر قادیانیوں سے سوال وجواب کا سلسلہ چل نکلا۔ خطیب پاکستان مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ، برادر جناب عبدالرحمٰن باوا ساتھ تھے۔ قادیانی حضرات سے میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے مرزا قادیانی کی تمام کتابیں پڑھیں ہیں؟۔ انہوں نے کہا تمام تو نہیں

پڑھیں۔ میں نے کہا کہ اچھا جو پڑھیں وہ کتنی بار پڑھیں۔ چند ایک نے ایک دو کتابوں کا ذکر کیا کہ ایک بار پڑھا ہے۔ فقیر نے کہا کہ آپ تو مرزا قادیانی کے نزدیک مشکوک الایمان، مشتبہ الایمان گویا منافق و بے اعتبار ہیں۔ تو آپ لوگوں کے لئے بے ایمان ہونے کی مرزا قادیانی گواہی دے رہا ہے۔ آپ پکے منافق ہیں کہ آپ کے نبی صاحب (مرزا قادیانی) آپ کے متعلق یہ کہتے ہیں۔ وہ سٹ پٹائے کہ آپ نے جھوٹ بولا۔ فقیر نے مصنوعی طور پر حوالہ دیکھانے میں لیت ولعل سے کام لیا۔ قادیانی شیر ہوتے گئے۔ فقیر ڈھیر ہوتا گیا۔ فقیر قادیانیوں کو یقین دلانے میں کامیاب ہوگیا کہ گویا فقیر کے پاس حوالہ نہیں ہے۔ جب ان کا شوروغل بڑھا اور مسلمانوں کو بھی پریشانی ہوئی تو مولانا محمد ضیاء القاسمیؒ جو مناظرانہ چال کو سمجھتے تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ پھل پک گیا۔ اب جھٹکا دو۔ فقیر نے یہ حوالہ پیش کیا کہ مرزا قادیانی کہتا تھا کہ جو میری کتابوں کو تین بار نہیں پڑھتا اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے۔ تم قادیانیوں نے خود اعتراف کیا کہ تم میں سے کسی نے مرزا قادیانی کی مکمل کتابیں نہیں پڑھیں۔ چند ایک نے چند کتابیں پڑھیں۔ وہ بھی تین بار نہیں پڑھیں تو مرزا قادیانی کے نزدیک تم سب کے ایمان میں شبہ ہے۔ اس پر وہ قادیانی ایسے سٹپٹائے کہ نہ جائے رفتن نہ پائے ماندن۔ مسلمانوں کی خوشی قابل دید تھی۔ غرض یہ قادیانی روایت قادیانیوں کے لئے سوہان روح یا مچھلی کا کانٹا بنی ہوئی تھی۔

اب قادیانی دجل ملاحظہ ہو

فروری ۲۰۰۸ء میں چناب نگر سے سیرت المہدی کا کمپیوٹر ایڈیشن شائع کیا تو یہی روایت نمبر ۲۱۰ کو یوں بدل دیا: ''بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ مولوی شیر علی نے مجھ سے بیان کیا کہ حضرت صاحب (مرزا قادیانی) فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص ہماری کتابوں کو کم از کم تین دفعہ نہیں پڑھتا اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے۔''

''اس کے ایمان کے متعلق مجھے شبہ ہے'' اس عبارت کو ''اس میں ایک قسم کا کبر پایا جاتا ہے'' سے بدل دیا اور یوں مرزا قادیانی (قادیانی ریچھ) کمبل سے قادیانیوں نے جان چھڑانے کی کوشش کی۔ لیکن خدا کی شان کہ اس میں تبدیلی کرنے کے باوجود بھی ساحل مراد کو نہ پاسکے۔ قادیانی کمبل نے ان کو ایسے دبوچا کہ وہ اس تبدیلی عبارت پر یہ بھول گئے کہ تکبر بھی تو فعل مذموم ہے۔ متکبر بھی تو راندہ درگاہ ہے۔ آج کا ایک قادیانی ایسا نہیں جس نے مرزا قادیانی کی تمام کتب کو کم از کم تین بار پڑھا ہو۔ گویا تمام موجودہ قادیانی مرزا قادیانی کے نزدیک مذموم اور راندہ درگاہ ہوئے۔

۲...... مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب تحفہ گولڑویہ میں ص ۲۷ کے حاشیہ پر لکھا: ''تمہارے اوپر حرام اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب یا متردد کے پیچھے نماز پڑھو...... تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں بکلی ترک کرنا پڑے گا۔''

یہی عبارت تحفہ گولڑویہ ص ۲۸ حاشیہ، خزائن ج ۱۷ ص ۶۴ پر پہلے اور دوسرے ایڈیشن میں نقل کی۔ لیکن اب روحانی خزائن کا کمپیوٹر ایڈیشن ۲۰۰۸ء میں شائع کیا ہے۔ اس مرزا قادیانی کی عبارت کو یوں بدل دیا کہ: ''تمہیں دوسرے فرقوں کو جو دعویٰ اسلام کرتے ہیں۔ بلکہ ترک کرنا پڑے گا'' لفظ ''بکلی'' کو بلکہ سے بدل دیا۔

ظلمت سے نور تک!

سابق نامور قادیانی لیاقت علی کا مرزا مسرور احمد کو مناظرے کا کھلا چیلنج

قسط نمبر:2 جناب اکرام اللہ!

پادری عبداللہ آتھم سے مناظرہ

پادری عبداللہ آتھم سے ۱۵ردن مناظرہ ہوا۔ آخری دن مرزا قادیانی کہنے لگے۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے خبر دی ہے۔ ۱۵رماہ بعد عبداللہ آتھم مرجائے گا۔ ہاویہ میں گرایا جائے گا۔ مقررہ تاریخ سے ایک دن پہلے مرزا قادیانی نے چنے منگوا کر ان چنوں پر دم وغیرہ پڑھوایا اور چنے کنویں میں ڈلوائے۔ (سیرۃ المہدی ج اص ۱۶۲، روایت ۱۶۰)

یہ ٹونا کیا کہ اب عبداللہ آتھم ضرور مرجائے گا۔ مگر پھر بھی آتھم نہ مرا۔ مرزا قادیانی نے یہ ٹونا تب ہی کیا تھا کہ اس کو اپنے الہام (پیشین گوئی) پر پورا یقین نہ تھا۔ جب کہ نبی کو اللہ تعالیٰ کی ذات پر مکمل یقین ہوتا ہے۔ مرزا قادیانی کو ٹونا پر یقین تھا۔ یہ باتیں بھی نبوت کے برعکس ہیں۔

حضرت مریم صدیقہ پر بہتان

یہود نے حضرت مریم صدیقہ پر بہت بہتان لگائے۔ مرزا قادیانی نے یہود کی ہمنوائی کرتے ہوئے یہود کے بہتانوں کو تسلیم کیا۔ چاہے تو یہ تھا کہ وہ یہود کی تردید کرتا اور اپنا عقیدہ حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں واضح کرتا اور بتاتا کہ حضرت صدیقہ ان بہتانوں سے پاک ہے۔ مگر مرزا قادیانی نے (سیرت المہدی ص ۳۴۲ ج ۳، روایت ۸۰۱ جدید کمپیوٹرائیڈیشن) پر مریم علیہا السلام صدیقہ کی صدیقیت کا انکار کیا۔ (ازالہ اوہام ص ۳۰۳، خزائن ج ۳ ص ۲۵۴) پر یوسف نجار کو عیسیٰ علیہ السلام کا باپ لکھا کہ عیسیٰ اپنے باپ یوسف نجار کے ساتھ ۲۲ سال نجاری کا کام کرتے رہے اور (کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸) میں لکھا کہ مریم علیہا السلام نے دوران حمل نکاح کیا جو تورات کی تعلیم کے خلاف تھا۔ نیز (کشتی نوح ص ۱۶، خزائن ج ۱۹ ص ۱۸) پر یہ بھی لکھا کہ: ’’میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حقیقی چار بھائیوں اور دو حقیقی بہنوں کی بھی عزت کرتا ہوں۔‘‘ جبکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی حقیقی بھائی اور حقیقی بہن نہ تھی۔ مرزا قادیانی نے یہودیوں کی ہمنوائی کرتے ہوئے اپنے آپ کو یہودیوں کی صف میں کھڑا کیا۔ یہاں تک کہ مجھے کامل یقین ہوگیا کہ مرزا نبی نہیں ہوسکتا۔ مرزا قادیانی نے اپنی کتابوں میں اس عظیم روحانی شخصیت کے ذکر میں بازاری زبان میں کہا۔ اسے پڑھ کر ہر مسلمان کا دل خون کے آنسو روتا ہے۔ (ایام صلح ص ۶۲، خزائن ج ۱۴ ص ۳۰۰) پر قادیانی لکھتا ہے: ’’حضرت مریم صدیقہ کا اپنے منسوب یوسف نجار کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے۔ حتیٰ کہ نکاح سے پہلے حمل بھی ہوجاتا ہے۔‘‘ حالانکہ مریم صدیقہ کے بارے میں نبی کریم ﷺ کی صحیح حدیث ہے کہ: ’’مرد تو بہت سارے کامل ہوئے۔ لیکن عورتوں میں صرف فرعون کی بیوی آسیہ اور عمران کی بیٹی مریم صاحب کمال ہوئی ہیں اور تمام

عورتوں پر عائشہؓ کو وہی فضیلت حاصل ہے جو ثرید کو سارے کھانوں پر حاصل ہے۔'' لیاقت صاحب نے کہا۔ ایسے گندے خیالات تو شریف آدمی کے بھی نہیں ہوسکتے۔ جیسے مرزا قادیانی کے گندے خیالات ہیں۔

دعویٰ نبوت اور مسیحیت

دعویٰ نبوت اور مسیحیت میں تاخیر بھی ایک دھوکہ تھا۔ جو مرزا قادیانی نے لوگوں کو دیا۔ مرزا قادیانی نے خود کو اس طرح بیان کیا ہے کہ: ''یہ الہامات اگر میری طرف سے اس موقع پر ظاہر ہوجاتے۔ جب کہ علماء مخالف تھے تو وہ لوگ ہزار ہا اعتراض کرتے۔ لیکن وہ ایسے موقع پر شائع کئے گئے۔ جب کہ علماء میرے موافق تھے۔ یہ سبب ہے کہ باوجود اس قدر جوشوں کے ان الہامات پر انہوں نے کوئی اعتراض نہیں کیا۔ کیونکہ وہ ایک دفعہ ان کو قبول کر چکے تھے اور سوچنے سے ظاہر ہوگا کہ میرے دعویٰ مسیح موعود ہونے کی بنیاد انہی الہامات سے پڑی اور ان میں خدا نے میرا نام عیسیٰ رکھا اور جو مسیح موعود کے حق میں آیتیں تھیں وہ میرے حق میں بیان کر دیں۔ اگر علماء کو خبر ہوتی کہ ان الہامات سے تو اس شخص کا مسیح موعود ہونا ثابت ہوتا ہے تو وہ کبھی ان الہامات کو قبول نہ کرتے۔ یہ خدا کی قدرت ہے کہ انہوں نے قبول کر لیا اور اس پیچ میں پھنس گئے۔ (اربعین نمبر۲ ص۲۱، خزائن ج۱۷ ص۳۶۹) لوگوں کو پیچ میں پھنسانا ایک شریف آدمی کا بھی کام نہیں۔ چہ جائیکہ نبی لوگوں کو پیچ میں پھنساتا پھرے۔ مرزا قادیانی کو اندیشہ تھا کہ دعویٰ میں جلدی کی تو لوگ نہیں مانیں گے۔ پہلے پیچ میں پھنسا کر دعویٰ کیا۔ پھر بھی کئی خوش نصیب پیچ میں پھنسنے کے باوجود نکل گئے۔ جب مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا تو دعویٰ نبوت پر اعتراض ہوا کہ نبوت بند ہے۔ دعویٰ کیسا؟ تو یہ چال چلی کہ: ''دعویٰ نبوت سے مراد حقیقی نبوت نہیں بلکہ محدث ہے۔ میں اپنے مسلمان بھائیوں کی دلجوئی کے لئے نبوت کی جگہ محدث کا لفظ استعمال کر رہا ہوں۔ نبوت کے لفظ کو کاٹا ہوا سمجھیں۔'' (مجموعہ اشتہارات ج۱ ص۳۱۳)

یہ معذرت اس زمانے کی ہے۔ جب مرزا قادیانی ڈرتے ڈرتے نبوت کی طرف ہاتھ بڑھا رہے تھے۔ جب کوئی ٹوکتا تو فوراً دست کش ہوجاتے۔ گویا نبوت سے کوئی تعلق ہی نہ تھا۔ اس ترکیب سے ابتدائی زمانہ گزار دیا اور جوں جوں ہم خیال بڑھتے گئے نبوت کے دعویٰ میں جان پڑتی گئی۔ حتیٰ کہ ۱۹۰۱ء میں ایک غلطی کا ازالہ (رسالہ) لکھ کر نبوت کا اعلان کر دیا۔ پھر دعویٰ اس قدر بڑھا کہ: ''نبوت نے مسیح موعود کا قدم پیچھے نہیں ہٹنے دیا۔ بلکہ آگے بڑھا اور اس قدر آگے بڑھا کہ نبی کریم ﷺ کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۱۳) اور بڑھتے بڑھتے: ''مرزا قادیانی عین محمد رسول اللہ بن گئے اور نئے کلمے کی بھی ضرورت نہ پڑی۔ محمد رسول اللہ سے مراد مرزا قادیانی ہے۔ جو اشاعت اسلام کے لئے دوبارہ تشریف لائے۔'' (کلمۃ الفصل ص۱۵۸) یہ صریح گستاخی ہے۔

مرزا قادیانی شریف انسان بھی ثابت نہیں ہوتا۔ لیاقت علی صاحب نے مزید بتایا کہ مرزا قادیانی کا پہلے عقیدہ وہی تھا جو تمام مسلمانوں کا چودہ سو سال سے آرہا تھا: ''براہین احمدیہ میں اس عقیدہ کو بار بار دہرایا۔ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے یہ ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ اس دنیا میں تشریف لائیں گے۔ ان کے ہاتھ سے دین اسلام جمیع آفاق اور اقطار میں پھیل جائے گا۔'' (براہین احمدیہ حصہ اول ص۴۹۸ حاشیہ، خزائن ج۱ ص۵۹۳)

بعد میں اس عقیدہ کو رسمی کہا۔ پہلے سلف صالحین پر مکمل اعتماد تھا۔ بعد میں بداعتمادی کا اظہار کیا۔ مسیح موعود

کے آنے کی خبر کو تواتر سے کہا اور حضرت مسیح کے آنے سے متعلقہ احادیث کا جھوٹ ہونا۔ ناممکن قرار دیا۔ متواترات کے انکار کو اسلام کا انکار قرار دیا۔ متواتر کے انکار کو کفر کہا۔ یہ بھی شہادت القرآن میں لکھا کہ تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے کہ آنے والا شخص عیسیٰ بن مریم ہوگا۔ مرزا بشیر الدین نے لکھا حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہونے پر تمام صدیوں کے بزرگوں کا عقیدہ تھا۔ حقیقت النبوۃ پھر نہ جانے رسمی کیسے ہوگیا۔ پھر حیات عیسیٰ کا عقیدہ گمراہی کہا۔ (حقیقت الوحی) حقیقت عیسیٰ کے قائل کو مشرک کہا۔ (ضمیمہ حقیقت الوحی الاستفتاء ص ۳۸، خزائن ج ۲۲ ص ۶۶۰)

عقیدہ حیات ونزول جھوٹا ہے۔ (تحفہ گولڑویہ) پھر یہاں تک کہہ دیا۔ نبی کریم ﷺ پر ابن مریم اور دجال کی حقیقت نہ کھلی۔ صحابہ کرام بھی لاعلم تھے۔ پھر یہ دعویٰ کیا کہ حقیقت کاملہ عیسیٰ علیہ السلام کی مجھ پر منکشف ہوئی۔

(آئینہ کمالات اسلام ص ۴۲۶)

نزول عیسیٰ کی حقیقت حضور نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرامؓ سے چھپائی رکھی اور صرف مجھ پر منکشف ہوئی۔ کذب ودجل کی اعلیٰ ترین مثال ہے۔ لیاقت علی صاحب نے مدلل گفتگو کرتے ہوئے بتایا۔ مرزا قادیانی نے اس عقیدہ کو دس سال چھپائے رکھا۔ میں عیسیٰ ابن مریم ہوں۔ مسیح کے بجائے نازل ہونے والا میں ہوں۔ اپنا عقیدہ بھی نہیں بدلا۔ (آئینہ کمالات اسلام ص ۵۵۱) مرزا قادیانی لکھتا ہے کہ: ''اخفا کرنا میرے نزدیک گناہ ہے اور کمینے آدمی کی عادت ہے۔'' (الاستفتاء ص ۳۶، خزائن ج ۲۲ ص ۶۵۷)

مرزا قادیانی کی عبارات میں کھلا تضاد ہے۔ وفات عیسیٰ کے عقیدہ کو دس سال پردہ اخفا میں رکھا۔ پھر اس اخفا کو کمینے آدمی کی عادت کہا۔ مرزا قادیانی خود کہتا ہے کہ میں نے دس سال وفات عیسیٰ کے عقیدے کو اخفا میں رکھا اور خود ہی کہتا ہے۔ اخفا کرنا میرے نزدیک گناہ ہے اور کمینے آدمیوں کا کام ہے۔ ایسا شخص کمینہ تو ہوسکتا ہے نبی، رسول یا مسیح موعود نہیں ہوسکتا۔ قادیانی بدبخت کا کہنا ہے کہ: ''حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول اور دجال کی حقیقت (نعوذ باللہ) نبی کریم ﷺ کو بھی معلوم نہ تھی۔'' (ازالہ اوہام ص ۶۹۱، خزائن ج ۳ ص ۴۷۳)

بلکہ اللہ تعالیٰ نے اس کی حقیقت صرف مجھے (مرزا قادیانی) کو بتائی۔ اس سے بڑھ کر شان رسالت کی توہین اور کیا ہوسکتی ہے۔ بقول شخصے کوئی شخص قادیانی نہیں ہوسکتا جب تک گستاخ رسول نہ ہو۔ مرزا قادیانی آئینہ کمالات اسلام میں کہتا ہے۔ وفات عیسیٰ کا مسئلہ پردہ اخفا ہی میں رہا۔ جیسے کہ دانہ خوشے میں چھپا ہوتا ہے۔ کئی صدیوں تک حتیٰ کہ ہمارا زمانہ آگیا...... پس اللہ تعالیٰ نے اس بات کی حقیقت کو ہم پر منکشف کیا۔ اب قادیانی وفات عیسیٰ کے دلائل دیتے ہوئے عبداللہ ابن عباسؓ، امام مالکؒ، امام حزمؒ یا کئی اور بزرگوں کو پیش کرتے ہیں۔ (جو کہ بہتان عظیم ہے) کہ وہ سب وفات عیسیٰ کے قائل تھے۔ اگر واقعی قائل تھے تو پھر مرزا قادیانی کا الہام جھوٹا ثابت ہوتا۔ اگر قرآن پاک کی ۳۰ آیتیں وفات عیسیٰ کو ثابت کرتی ہیں تو مرزا قادیانی کا الہام جھوٹا اور وحی جھوٹی ثابت ہوتی۔ کیونکہ مرزا قادیانی کہتا ہے کہ وفات عیسیٰ کا مسئلہ اخفا میں رہا۔ جیسے کہ دانہ خوشے میں چھپا ہوتا ہے۔ دونوں باتوں میں سے ایک بات ضرور جھوٹی ہے۔ فیصلہ قادیانی حضرات خود کریں۔ میں ایسے شخص کو نبی اور رسول یا مسیح موعود کیسے مانوں۔ جس کی باتوں میں اس قدر تضاد ہے۔ کسی کے جھوٹا ہونے کے لئے یہی کافی ہے۔ مرزا قادیانی

نے کہا کہ حیات عیسیٰ کا عقیدہ شرک عظیم ہے۔ (روحانی خزائن ج۲۲ص۶۶۰)

مرزا قادیانی کو اپنی عمر کے ۴۰ سال بعد الہامات شروع ہوئے اور بارہ سال تک باوجود الہامات کے اس عقیدہ پر قائم رہا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام زندہ ہیں اور قرب قیامت آسمان سے زمین پر نزول فرمائیں گے۔ اب اس عقیدہ کو شرک عظیم کہہ رہا ہے۔ ثابت ہوا کہ مرزا قادیانی نے ۵۲ سال تک خود شرک کیا۔ ظاہر ہے مشرک نبی نہیں ہوسکتا اور نہ مسیح موعود بلکہ کافر ہوتا ہے۔ جس امت کا نبی مشرک ہو اس کے امتی کیا ہدایت پائیں گے۔ مرزا قادیانی حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مانتا ہے۔ (نور الحق، روحانی خزائن ج۸ص۶۸،۶۹)

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر زندہ مان کر مرزا بھی مشرک ہوا۔ نبی نہ ہوا۔ مرزا قادیانی خود لکھتا ہے کہ: ’’جھوٹے کے کلام میں تناقض ضرور ہوتا ہے۔‘‘ (ضمیمہ براہین پنجم ص۱۱۱، خزائن ج۲۱ص۲۷۵)

’’ایسا شخص مخبوط الحواس ہوتا ہے یا پاگل ہوتا ہے۔‘‘ (حقیقت الوحی ص۱۸۴، خزائن ج۲۲ص۱۹۱)

یہ سب تحریریں پڑھ کر میں مرزا قادیانی سے مزید دور ہوتا گیا۔ قادیانی مربی مرزا قادیانی کی عبارات کو تاویلات کا لبادہ نہ پہنائیں تو قادیانی کے دعوؤں کو سمجھنا کوئی مشکل کام نہیں۔ مرزا قادیانی کا کفر مجھ پر مزید عیاں ہوگیا اور میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ مرزا قادیانی اپنے تمام دعوؤں میں جھوٹا اور کذاب ہے۔ سچا نہیں ہے۔ امیر الجہلاء ہے۔

مولانا قاضی احسان احمد کے سکھر میں دعوتی بیانات

سکھر: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کراچی کے مبلغ مولانا قاضی احسان احمد لاڑکانہ کانفرنس کے لئے جمعرات کو سکھر تشریف لائے تو جمعہ کا بیان مرکزی جامع مسجد بندر روڈ سکھر میں ہوا۔ بعد نماز عصر جیل والی مسجد میں مختصر بیان کیا۔ بعد نماز عشاء الفاروق مسجد میں بیان ہوا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ قادیانی اسلام اور ملک دونوں کے غدار ہیں، ان کے خلاف جدوجہد کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ختم نبوت پر مضبوط ایمانی جذبہ نصیب فرمائے اور اس کا عملی زندگی میں بھی ہم مظاہرہ کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہر پیغمبر سے مختلف انداز و مقام پر گفتگو فرمائی۔ لیکن خاتم الانبیاء ﷺ کو عرش پر بلا کر گفتگو فرمائی جس کے بعد کوئی مقام نہیں۔ مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کر کے امت مسلمہ کو تقسیم کرنے کی کوشش کی۔ لیکن علماء کرام نے بروقت ان کا تعاقب کر کے امت مسلمہ کو بہت بڑے فتنہ سے بچالیا ہے۔ امت مسلمہ کے ہر فرد کو قادیانیوں کا بائیکاٹ کرنا چاہئے جو مسلمان قادیانیوں سے دوستی رکھے گا یا ان سے لین دین کرے گا۔ وہ دنیا و آخرت میں خسارے میں رہے گا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے کہا کہ ختم نبوت کی پاسبانی کرنے والوں پر اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ اسلام کے پانچ ارکان ہیں اور تمام اسلامی علوم و معارف کا تعلق حضور ﷺ کے اعمال و افعال سے ہے۔ لیکن تحفظ ختم نبوت کے مسئلہ کا تعلق آپ ﷺ کی ذات سے ہے۔ قادیانی پوری دنیا میں اسلام کا لبادہ اوڑھ کر نفرت کے بیج بو رہے ہیں۔ ملک و ملت کے خلاف سازشوں میں قادیانیوں کا ہاتھ ہے۔ اکابرین جماعت ختم نبوت کی دینی و ملی جدوجہد تاریخ کا درخشندہ باب ہے۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت نے ہمیشہ دینی حمیت، قومی غیرت اور ملک کو خوشحال کرنے اور جارحانہ پالیسیوں سے دور رہ کر ملک کو امن کا گہوارہ بنانے کا فریضہ انجام دیا۔

قادیانی جماعت ...... قادیانیوں کی نظر میں!

مولانا قاضی احسان احمد!

قادیانی جماعت کا آرگن ماہنامہ ''انصاراللہ'' بابت ماہ اگست ۲۰۱۲ء سامنے آیا۔ ورق گردانی شروع کی تو ابھی صفحہ ۵ پر پہنچا کہ نیچے چوکھٹے پر نظر پڑی جس پر درج تحریر کا عنوان تھا کہ: ''خدا تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص، وفادار جماعت عطا کی ہے۔'' جیسے ہی اس کو دیکھا تو فوراً دل میں یہ خیال پیدا ہوا کہ مرزا قادیانی کی ساری زندگی متضاد دعاوی میں گزری ہے۔ مرزا قادیانی نے صرف اور صرف حرمتِ جہاد اور اطاعت انگریز میں تضاد بیانی سے کام نہیں لیا تو تلاش کیا جائے کہ قادیانی جماعت سے متعلق مرزا قادیانی نے اس مذکورہ بالا بیان کے خلاف آکر کیا جذبات چھوڑے ہیں؟ کافی عرصہ پہلے ایک مضمون اسی عنوان سے تیار کیا تھا۔ جس میں مرزا قادیانی اور اس کی جماعت کے تاثرات تھے۔ مگر شاید طبع نہ ہوسکا جس کا عنوان تھا:

''قادیانی جماعت.... قادیانی قیادت کی نظر میں۔'' اب مضمون کی دوبارہ تلاش شروع کی۔ الحمدللہ! مضمون مل گیا۔ آج کی اس نشست میں مذکورہ بالا رسالہ کا مکمل حصہ نقل کر کے بانی جماعت کی قادیانی جماعت سے متعلق آراء اور دل کی سچی داستان پیش کی جائے گی۔ فیصلہ میں اپنے قارئین پر چھوڑتا ہوں۔ ملاحظہ کیجئے ماہنامہ ''انصاراللہ'' کی عبارت:

''خدا تعالیٰ نے مجھے ایک مخلص، وفادار جماعت عطا کی ہے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (یہ ایک مستقل گستاخی اور کفر ہے...... مرتب) فرماتے ہیں: میں خدا تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے مجھے ایک مخلص اور وفادار جماعت عطا کی ہے، میں دیکھتا ہوں کہ جس کام اور مقصد کے لئے میں ان کو بلاتا ہوں، نہایت تیزی اور جوش کے ساتھ ایک دوسرے سے پہلے اپنی ہمت اور توفیق کے موافق آگے بڑھتے ہیں اور میں دیکھتا ہوں کہ ان میں ایک صدق اور اخلاص پایا جاتا ہے، میری طرف سے کسی امر کا ارشاد ہوتا ہے اور وہ تعمیل کے لئے تیار حقیقت میں کوئی قوم اور جماعت تیار نہیں ہوسکتی جب تک کہ اس میں اپنے امام کی اطاعت اور اتباع کے لئے اس قسم کا جوش اور اخلاص اور وفاداری نہ ہو۔'' (ملفوظات، ج اوّل، ایڈیشن ۲۰۰۳ء، مطبوعہ نظارت اشاعت ربوہ، ص ۲۲۳،۲۲۴)

انبیا کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اخلاص کے اعلیٰ ترین معیار کے حامل ہوتے ہیں۔ اس لئے ان کے متبعین پر بھی اس کے اثرات پڑتے ہیں اور وہ بھی مخلص ہوتے ہیں۔ اس کے برعکس جھوٹے مدعیان نبوت چونکہ ذاتی مفادات اور شخصی اغراض سے پر ہو کر شیطان کے ایما پر اپنی جماعتوں کی بنیاد رکھتے ہیں۔ اس لئے ان کے پیروکاروں میں بھی اخلاص و اخلاق کی کوئی رمق نہیں پائی جاتی۔ مرزا قادیانی بھی ایسے ہی جھوٹے مدعیان نبوت میں سے ایک تھا۔ جس نے اپنے مفادات کی خاطر انگریزوں کے ایما پر قادیانی جماعت کی بنیاد رکھی۔ لیکن اپنے قیام سے لے کر آج تک قادیانی جماعت کا اخلاق و کردار جیسا رہا ہے اور جن القابات سے اسے پکارا گیا ہے۔ اس پر کچھ روشنی

ڈالنے کے لئے قادیانی جماعت کے بعض قائدین کی چند تحریرات ان کے نام کی صراحت کے ساتھ پیش کی جارہی ہیں۔ جن کا مطالعہ انشاء اللہ! خود قادیانیوں کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہوگا۔ ملاحظہ فرمایئے:

قادیانی جماعت مرزا غلام احمد قادیانی کی نظر میں!

بھیڑیوں کی جماعت

’’بعض حضرات جماعت میں داخل ہوکر اور اس عاجز سے بیعت کر کے اور عہد توبہ نصوح کر کے پھر بھی ویسے کج دل ہیں کہ اپنی جماعت کے غریبوں کو بھیڑیوں کی طرح دیکھتے ہیں۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص ۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اوّل، شہادۃ القرآن ص ۲، خزائن ص ۳۹۵، ۳۹۶ ج ۶)

درندوں سے بدتر جماعت

’’بدی کا نیکی کے ساتھ جواب دینا سعادت کے آثار ہیں اور غصہ کو کھا لینا اور تلخ بات کو پی جانا نہایت درجہ کی جوانمردی ہے۔ مگر میں دیکھتا ہوں کہ یہ باتیں ہماری جماعت کے بعض لوگوں میں نہیں۔ بلکہ بعض میں ایسی بے تہذیبی ہے کہ اگر ایک بھائی ضد سے اس کی چارپائی پر بیٹھا ہے تو وہ اس کو سختی سے اٹھانا چاہتا ہے اور اگر نہیں اٹھتا تو چارپائی کو الٹا کر دیتا ہے اور اس کو نیچے گراتا ہے۔ پھر دوسرا بھی فرق نہیں کرتا اور وہ اس کو گندی گالیاں دیتا ہے اور تمام بخارات نکالتا ہے۔ یہ حالات ہیں جو اس مجمع میں مشاہدہ کرتا ہوں۔ تب دل کباب ہوتا اور جلتا ہے اور بے اختیار دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے کہ اگر درندوں میں رہوں تو ان بنی آدم سے اچھا ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص ۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اوّل، شہادۃ القرآن ص ۳، خزائن ص ۳۹۵، ۳۹۶ ج ۶)

تہذیب اور پرہیزگاری سے عاری جماعت

’’اخی مکرم حضرت مولوی نورالدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ بارہا مجھ سے یہ تذکرہ کر چکے ہیں کہ ہماری جماعت کے اکثر لوگوں نے اب تک کوئی خاص اہلیت اور تہذیب اور پاک دلی اور پرہیزگاری اور للٰہی محبت باہم پیدا نہیں کی۔ سو میں دیکھتا ہوں کہ مولوی صاحب موصوف کا یہ مقولہ بالکل صحیح ہے۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات ص ۴۴۱ تا ۴۴۳ ج اوّل، شہادۃ القرآن ص ۲، خزائن ص ۳۹۵ ج ۶)

مخنثوں کی جماعت

’’اگر مسلمان ان تعلیموں کے پابند ہو جائیں تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں کہ وہ فرشتے بن جائیں اور اگر وہ اس گورنمنٹ کے سب قوموں سے بڑھ کر خیرخواہ ہو جائیں تو تمام قوموں سے زیادہ خوش قسمت ہو جائیں۔ اگر وہ مجھے قبول کر لیں اور مخالفت نہ کریں تو یہ سب کچھ انہیں حاصل ہوگا اور ایک نیکی اور پاکیزگی کی روح ان میں پیدا ہو جائے گی اور جس طرح ایک انسان خوجہ (مخنث) ہوکر گندے شہوات کے جذبات سے الگ ہو جاتا ہے اسی طرح میری تعلیم سے ان میں تبدیلی پیدا ہوگی (گویا مرزا قادیانی کی تعلیم پر عمل کرنے والی قادیانی جماعت اب خوجوں یعنی مخنثوں پر مشتمل ہے۔ مرتب)‘‘ (’’حضور گورنمنٹ عالیہ میں ایک عاجزانہ درخواست‘‘ از مرزا قادیانی مجموعہ اشتہارات ص ۱۴۴ ج ۳)

کج دل جماعت

''میں اس وقت کج دل لوگوں کا ذکر کرتا ہوں اور میں حیران ہوتا ہوں کہ خدایا! یہ کیا حال ہے؟ اور یہ کون سی جماعت ہے جو میرے ساتھ ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات ص۴۴۲ ج۱، شہادۃ القرآن ص۲، خزائن ص۳۹۵ ج۶)

سفلی اور خودغرض جماعت

''بعض حضرات جماعت...... انہیں سفلہ اور خودغرض اس قدر دیکھتا ہوں کہ وہ ادنیٰ ادنیٰ خودغرضی کی بنا پر لڑتے اور ایک دوسرے سے دست بدامن ہوتے ہیں اور ناکارہ باتوں کی وجہ سے ایک دوسرے پر حملہ ہوتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات گالیوں تک نوبت پہنچتی ہے اور دلوں میں کینے پیدا کر لیتے ہیں۔''

(مجموعہ اشتہارات ص۴۴۱ ج۱، شہادۃ القرآن ص۲، خزائن ص۳۹۵ ج۶)

قادیانی جماعت حکیم نورالدین (قادیانی خلیفہ اوّل) کی نظر میں

مرتدوں کی جماعت

''مجھے (یعنی حکیم نورالدین کو) خدا نے خلیفہ بنادیا ہے اور اب نہ تمہارے (یعنی قادیانیوں کے) کہنے سے معزول ہوسکتا ہوں اور نہ کسی میں طاقت ہے کہ معزول کرے۔ اگر تم زیادہ زور دو گے تو یاد رکھو! میرے پاس ایسے خالد بن ولید ہیں جو تمہیں مرتدوں کی طرح سزا دیں گے۔'' (رسالہ تشحیذ الاذہان قادیان ج۹، نمبر۱۱، ص۱۴، بابت ماہ نومبر۱۹۱۴ء)

کوڑ فطرت جماعت

اللہ تعالیٰ نے نورالدین کو خلیفہ مقرر کیا۔ جن کے متعلق یہ کہا جاتا تھا کہ وہ لکھنا اور بولنا نہیں جانتے۔ اس وقت تو (قادیانی) لوگوں نے بیعت کر لی۔ مگر زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ بعض نے کہا: یہ ستر ابہترا، لائی لگ ہے کمزور طبیعت ہے اور اگر اس مسئلہ کا تصفیہ اس کے زمانہ میں نہ کر دیا گیا تو پھر نہ ہو سکے گا کیونکہ یہ تو ڈر جاتا ہے...... آپ نے (یعنی نورالدین نے) فرمایا کہ: ''کہا جاتا ہے کہ تمہارا کام صرف نمازیں پڑھانا، درس دینا اور نکاح پڑھانا ہے۔ مگر میں نے کسی کو نہیں کہا تھا کہ میری بیعت کرو۔ تم خود اس کی ضرورت سمجھ کر میرے پاس آئے۔ مجھے خلافت کی ضرورت نہ تھی۔ لیکن جب دیکھا کہ میرا خدا مجھے بلا رہا ہے تو میں نے انکار کا سبب نہ سمجھا۔ اب تم کہتے ہو کہ میری اطاعت تمہیں منظور نہیں۔'' (اخبار الفضل قادیان ج۲۵، نمبر۷، مورخہ ۳؍اپریل ۱۹۳۷ء)

قادیانی جماعت مرزا بشیرالدین محمود (قادیانی خلیفہ دوم) کی نظر میں

سوروں کی جماعت

''مجھے نہایت افسوس سے معلوم ہوا کہ جامعہ احمدیہ میں جو طلبا تعلیم پاتے ہیں۔ انہیں کنوؤں کے مینڈک کی طرح رکھا گیا ہے۔ ان میں کوئی وسعت خیال نہ تھی۔ ان میں کوئی شاندار امنگیں نہ تھیں اور ان میں کوئی روشن دماغی نہ تھی۔ میں نے کرید کرید کر ان کے دماغ میں داخل ہو جانا چاہا۔ مگر چاروں طرف سے ان کے دماغ کا راستہ بند نظر آیا اور مجھے معلوم ہوا کہ سوائے اس کے کہ انہیں کہا جاتا ہے کہ وفات مسیح کی یہ یہ آیتیں رٹ لو یا نبوت کے مسئلہ کی یہ

دلیلیں یاد کرلو۔ انہیں اور کوئی بات نہیں سکھلائی جاتی ...... میں نے جس سے بھی سوال کیا۔ معلوم ہوا کہ اس نے اخبار کبھی نہیں پڑھا اور جب کبھی میں نے ان سے امنگ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم تبلیغ کریں گے اور جب سوال کیا کہ کس طرح تبلیغ کرو گے تو یہ جواب دیا کہ: ''جس طرح بھی ہوگا تبلیغ کریں گے۔'' یہ الفاظ کہنے والوں کی ہمت تو بتاتے ہیں۔ مگر عقل تو نہیں بتاتے۔ الفاظ سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ کہنے والا ہمت رکھتا ہے۔ مگر یہ بھی ظاہر ہو جاتا ہے کہ کہنے والے میں عقل نہیں اور نہ وسعت خیالی ہے۔ ''جس طرح ہوگا'' تو سور کہا کرتا ہے۔ اگر سور کی زبان ہوتی اور اس سے پوچھا جاتا کہ تو کس طرح حملہ کرے گا؟ وہ یہی کہتا کہ: ''جس طرح ہوگا کروں گا۔''

(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود احمد سابق خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' ج ۲۲ نمبر ۸۹ ص ۸ مورخہ ۲۴ر جنوری ۱۹۳۵ء)

خصی جماعت

''ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (یعنی مرزا قادیانی) نے خصی کر دیا ہے۔''

(ارشاد مرزا بشیر الدین محمود سابق خلیفہ قادیان مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان ج ۲۲ نمبر ۸۷ ص ۷ ، ۲۲ر جنوری ۱۹۳۵ء)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کرتے تھے: ''سچا مومن خصی ہو جاتا ہے۔'' پس حکومت کے افسروں کو، پولیس اور سول کے حکام کو اور احراریوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ باوجود اشتعال انگیزیوں کے جو وہ کر رہے ہیں۔ ہم بالکل پر امن ہیں۔ کیونکہ ہم سچے مومن ہیں اور مومن خصی ہو جاتا ہے۔''

(ارشاد مرزا بشیر الدین محمود سابق خلیفہ قادیان مندرجہ ''الفضل'' قادیان ج ۲۲، نمبر ۸۷ ص ۵، مورخہ ۲۰ر جنوری ۱۹۳۵ء)

دیوث جماعت

''میں تمہیں سچ سچ کہتا ہوں کہ وہ گندی گالیاں جو دو سال سے قادیان میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام (یعنی مرزا قادیانی) کو دی جارہی ہیں۔ اگر ان میں سے ایک گالی بھی لندن میں مسیح ناصری (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام) کو دی جائے تو گالی دینے والا انگریزوں کے ہاتھ سے نہ بچ سکے اور باوجود تہذیب و شائستگی کے دعوؤں کے ان میں سے کئی ایسے اٹھ کھڑے ہوں جو اسے ہلاک کر دیں۔ مگر خدا تعالیٰ نے یہ ہمیں ''توفیق'' دی ہوئی ہے کہ ہم گالیاں سنتے ہیں۔ مگر اس کے حکم کے ماتحت پر امن رہتے ہیں (جسے بالفاظ دیگر ''دیوث'' سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مرتب)۔''

(خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار ''الفضل'' قادیان ۹ر جولائی ۱۹۳۵ء ج ۲۳ نمبر ۷ ص ۸)

بے حیاء اور بزدل جماعت

''کیا تمہیں شرم نہیں آتی کہ تم ایک سخت بدکلام دشمن کا جواب دے کر اسی سے حضرت مسیح علیہ السلام (یعنی مرزا قادیانی) کو گالیاں دلواتے ہو اور پھر خاموشی سے گھروں میں بیٹھ رہتے ہو۔ اگر تم میں ایک رائی کے دانے کے برابر بھی حیاء ہے اور تمہارا یہ سچ مچ عقیدہ ہے کہ دشمن کو سزا دینی چاہئے تو پھر تم دنیا سے مٹ جاؤ یا گالیاں دینے والوں کو مٹا ڈالو۔ مگر ایک طرف تم جوش اور بہادری کا دعویٰ کرتے ہو اور دوسری طرف بزدلی اور دوں ہمتی کا مظاہرہ کرتے ہو۔''

(خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵ نمبر ۱۲۹، ص ۶ مورخہ ۵ر جون ۱۹۳۷ء)

جہنم کی آگ کی حامل جماعت

’’رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جہنم کی آگ میں سے اگر ایک رائی کے برابر آگ بھی ساری دنیا پر ڈال دی جائے تو دنیا جل کر راکھ ہو جائے۔ میری کوشش یہ ہے کہ میں وہ جہنم کی آگ تمہارے اندر پیدا کروں جو پہاڑوں کے برابر ہے۔ اگر جہنم کی رائی بھر آگ ساری دنیا کو جلانے کے لئے کافی ہے تو جو آگ میں تمہارے دلوں میں پیدا کرنا چاہتا ہوں۔ اگر پیدا ہو جائے تو ایک دنیا نہیں ہزاروں دنیاؤں کو تم جلانے کے قابل ہو جاؤ گے۔ (یہ آگ قادیانیوں کے اندر اسی وقت پیدا ہو گئی تھی جب انہوں نے محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم سے رشتہ توڑ کر مرزا قادیانی سے رشتہ جوڑ لیا تھا۔ یہ آگ انہیں دنیا میں بھی جلائے گی اور آخرت میں بھی۔ وہ جہنم کی آگ میں جلیں گے...... مرتب)‘‘ (خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان مورخہ ۱۲ر دسمبر ۱۹۳۵ء ج ۲۳، نمبر ۱۳۹ ص ۹)

خوابیدہ جماعت

’’مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ہماری جماعت میں بعض خواب بینوں نے اپنی خوابوں اور دعاؤں کو آمد کا ذریعہ بنایا ہوا ہے۔ وہ آنوں بانوں سے لوگوں سے سوال بھی کرتے رہتے ہیں۔ جس شخص کو اللہ تعالیٰ بندوں سے مانگنے پر مقرر کر دیتا ہے۔ وہ تو ایک عذاب ہے۔ ایسے شخص کی خوابیں بھی یقیناً ابتلا کے ماتحت ہو سکتی ہیں۔ انعام کے طور پر نہیں۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۷ نمبر ۲۵۷، مورخہ ۸ر نومبر ۱۹۳۹ء)

بددیانت جماعت

جیسا کہ سب کو معلوم ہے کہ یہاں (یعنی قادیان میں) ایک اسٹور قائم کیا گیا تھا۔ جماعت کے کچھ افراد نے اس میں روپیہ دیا تھا...... میرے نام ایک خط آیا ہے...... یہ بات کہ یہ کسی احمدی کہلانے والے کا ہے۔ اس سے معلوم ہوتی ہے کہ میرا نام خلیفۃ المسیح لکھا ہے...... (اس میں جو لکھا ہے) وہ یہ ہے کہ یہ احمدیوں کی دیانت کا حال ہے۔ جو دنیا میں بڑے بڑے دینداری کے دعویدار ہیں۔ اس کے بعد اس نے پہلے میری اسٹور کے متعلق سفارش نقل کی ہے کہ ’’جہاں تک میرا علم ہے۔ اسٹور کے کارکن دیانت دار ہیں‘‘ اس کو نقل کر کے (خط میں) کہا ہے کہ یہ ایک پھندا تھا۔ جب روپیہ لوگوں نے دیا تو پھر روپیہ کھانا شروع کر دیا اور یہاں تک پہنچایا کہ (اس دور کے) ساٹھ ہزار میں سے صرف اٹھارہ ہزار باقی رہ گیا۔ (کہیں یہ سب کچھ مرزا محمود کی ملی بھگت سے تو نہیں کیا گیا؟...... مرتب)‘‘

(خطبہ جمعہ مرزا بشیر الدین محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۰ نمبر ۴۱، ۴۲ ص ۶ مورخہ ۲۳ تا ۲۷، نومبر ۱۹۲۲ء)

گالیاں کھلوانے والی جماعت

’’گندے سے گندے الفاظ حضرت مسیح موعود (یعنی مرزا قادیانی) کے متعلق کہے جاتے ہیں۔ تم خود دشمن سے وہ الفاظ کہلواتے ہو اور پھر تمہاری تگ و دو یہیں تک آ کر ختم ہو جاتی ہے۔ گورنمنٹ سے کہتے ہو وہ تمہاری مدد کرے۔ گورنمنٹ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہاری مدد کرے؟۔‘‘

(مرزا محمود کا خطبہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۵، نمبر ۱۲۹، ص ۶ مورخہ ۵ر جون ۱۹۳۷ء)

احمق جماعت

’’میں نے دیکھا ہے۔قادیان کی لوکل جماعت کے پریزیڈنٹ (صدر یا امیر) چونکہ بدلتے رہتے ہیں۔ اس لئے ان کے متعلق یہ بات خوب نظر آتی ہے۔ایک وقت جب ایک شخص پریزیڈنٹ ہوتا ہے تو دوسرا آکر کہتا ہے: دیکھئے کیا اندھیر نگری ہے۔کوئی سننے والا ہی نہیں۔ ہر کوئی اپنی حکومت جتاتا ہے۔لیکن جب دوسرے وقت وہی شخص خود پریزیڈنٹ ہوجاتا ہے تو شکایت کرتا ہے: پبلک (یعنی قادیانی) بالکل جاہل اور احمق ہے۔ وہ تو کام کرنے ہی نہیں دیتی۔ گویا جب خود پریزیڈنٹ ہوتا ہے تو (قادیانی) پبلک کو احمق قرار دیتا ہے اور جب پبلک میں شامل ہوجاتا ہے تو (اپنے) پریزیڈنٹ کو احمق کہنے لگ جاتا ہے۔(گویا پوری قادیانی جماعت ہی احمق ہے...... مرتب)‘‘

(خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۰‘ نمبر ۱۴۶‘ ص ۷ مورخہ ۸؍ جون ۱۹۳۳ء)

انگاروں والی جماعت

’’میں چاہتا ہوں کہ جو جو مظالم تم پر کئے جاتے ہیں۔ وہ تمہارے دلوں میں انگارے بن کر جمع ہوتے چلے جائیں۔ لیکن ان کا دھواں باہر نہ نکلے یہاں تک کہ تم ان انگاروں سے جل کر اندر ہی اندر راکھ ہوکر بھسم ہوجاؤ۔‘‘

(خطبہ جمعہ از مرزا محمود مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج:۲۳‘ نمبر ۱۳۹‘ ص:۹، مورخہ ۱۲؍ دسمبر ۱۹۳۵ء)

بے ایمان اور بے وقوف جماعت

’’تعجب ہے کہ جماعت کے لوگوں کو کیوں یہ خیال نہیں آتا کہ چونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں چنا ہے۔اس لئے ہم ضرور کامیاب ہوں گے۔ ہم میں سے کتنے ایسے ہیں جو مایوس ہیں۔ کتنے ہیں جن کو خیال ہے کہ ہمارے اندر کچھ قابلیت نہیں۔ مگر اس سے زیادہ بے ادبی اور گستاخی کیا ہوسکتی ہے کہ خدا کہتا ہے: تم دنیا کو فتح کروگے۔ لیکن تم کہتے ہو: نہیں۔ ہم نہیں کرسکتے ...... یہ انتہا درجہ کی بے ایمانی اور بے وقوفی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۱۸‘ نمبر ۳۷‘ ص ۷‘ مورخہ ۱۸؍ دسمبر ۱۹۳۰ء)

جھگڑالو جماعت

’’مجھے ان (قادیانی) لوگوں کو ڈھیل دیتے دیتے ایک لمبا عرصہ ہوگیا ہے اور اب بھی میں انہیں کچھ نہیں کہتا۔ مگر میں انہیں نصیحت کرتا ہوں کہ وہ سوچیں ان کا اپنا طریق عمل کیا ہے۔ ان کی اپنی تو یہ حالت ہے کہ وہ اس بات پر لڑتے جھگڑتے رہتے ہیں کہ ہمیں فلاں عہدہ کیوں نہیں دیا گیا؟ فلاں کیوں دیا گیا؟ فلاں کے ماتحت ہم رہنا نہیں چاہتے۔ کبھی تنخواہ پر جھگڑا شروع کردیتے ہیں۔ یہ تمام باتیں بتلاتی ہیں کہ ان کے دماغ کی کل بگڑی ہوئی ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام (یعنی مرزا قادیانی) کو اگر برا بھلا کہا جائے تو انہیں غصہ نہیں آتا۔ لیکن اپنی کوئی بات ہو تو جھگڑے بغیر نہیں رہ سکتے۔‘‘ (اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۹۴‘ ص ۹ مورخہ ۵؍ فروری ۱۹۳۵ء)

منافقوں پر مشتمل جماعت

’’میں نے متواتر جماعت کو توجہ دلائی ہے کہ جب بھی کوئی فتنہ اٹھتا ہے۔ منافقوں کے ذریعہ اٹھتا ہے اور

میں نے ہمیشہ جماعت سے کہا ہے کہ منافقوں کو ظاہر کرو...... ایک درجن سے زائد آدمی قادیان میں ایسے رہتے ہیں جن کی مجالس میں فتنہ انگیزی کی گفتگوئیں ہوتی رہتی ہیں۔‘‘

(خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۲ نمبر ۱۶، مورخہ ۵/ اگست ۱۹۳۴ء)

غیر مہذب اور غیر شائستہ جماعت

’’بعض دفعہ (میری) بغل کے نیچے سے کوئی ہاتھ نمودار ہو رہا ہوتا ہے اور بعض دفعہ میں آگے ہوتا ہوں اور کوئی پیچھے سے میرے ہاتھ کو مروڑ رہا ہوتا ہے اور میں قیاس سے سمجھتا ہوں کہ کوئی مصافحہ کرنا چاہتا ہے۔ پھر میں نے کئی بار دیکھا ہے بعض لوگ میری پیٹھ پر ہاتھ پھیرتے ہیں...... پھر میری یہ حالت ہے کہ اگر میرے بدن پر ہاتھ رکھ دیا جائے تو میری حالت ناقابل برداشت ہو جاتی ہے اور دم گھٹنے لگتا ہے...... تو برکت حاصل کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں۔ مگر مجھے ایسی گدگدی اور کھجلی ہوتی ہے کہ طبیعت میں سخت انقباض پیدا ہوتا ہے۔ پھر کئی لوگ ہیں کہ وہ دبانے لگتے ہیں مگر دو چار بار دبا کر پھر کمر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ جاتے ہیں‘ حالانکہ یہ تو برابر کے دوست کے لئے بھی معیوب بات ہے۔ چہ جائیکہ امام جماعت کے لئے۔ ہماری مجالس میں باہر سے غیر احمدی بلکہ غیر مسلم بھی آ کر بیٹھتے ہیں اور عام طور پر ہماری جماعت کو مہذب اور شائستہ سمجھا جاتا ہے۔ ایسی حالت دیکھ کر ان لوگوں پر کیا اثر ہوتا ہوگا؟ (ظاہر ہے کہ وہ قادیانیوں کو غیر مہذب اور غیر شائستہ ہی سمجھیں گے...... مرتب)‘‘

(خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۲۱ نمبر ۱۴۹ ص ۵ تا ۷‘ مورخہ ۱۴/ جون ۱۹۳۴ء)

نفس پرور جماعت

’’پس جو لوگ دنیا میں نفسا نفسی میں ہی پڑے رہتے ہیں۔ قیامت کے روز ان سے بھی نفسی نفسی کا معاملہ ہوگا۔ میں دیکھتا ہوں کہ اس کی تازہ مثال ہم میں موجود ہے۔ ایک (قادیانی) شخص کی لڑکی فوت ہوگئی۔ وہ اکیلا اس کا جنازہ لے کر گیا اور راستہ میں دو ایک آدمی اور مل گئے۔ یہ کیوں ہوا؟ اس لئے کہ میں بوجہ بیماری کے اس جنازہ کے ساتھ نہ جا سکا۔‘‘

(خطبہ جمعہ مندرجہ اخبار الفضل قادیان ج ۸‘ نمبر ۱۰‘ ص ۸ مورخہ ۱۲/ اگست ۱۹۲۰ء)

ایک پیسے سے بھی کم حیثیت جماعت

’’اگر ہزاروں احمدیوں کی جانیں بھی چلی جائیں تو پھر بھی ان کی اتنی حیثیت بھی نہ ہوگی۔ جتنی ایک کروڑ پتی کے لئے ایک پیسہ کی ہوتی ہے۔‘‘

(اخبار الفضل قادیان ج ۲۲‘ نمبر ۷۲‘ ص ۸، مورخہ ۱۳/ دسمبر ۱۹۳۴ء)

جامع مسجد و مدرسہ ختم نبوت کوہاٹ کی تعمیر کے لئے تعاون کی اپیل

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کوہاٹ کے زیر اہتمام مسجد و مدرسہ کی تعمیر کیلئے پنڈی روڈ پر سترہ مرلہ سے زیادہ جگہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے نام حاصل کر لی گئی ہے۔ مسجد و مدرسہ کا خوبصورت نقشہ بھی بنوا کر کمیٹی سے منظور کرا لیا گیا ہے۔ اب اس پر تعمیر کا آغاز کرنا ہے۔ مال خرچ کرنے کے لئے بہترین مصرف و بہترین صدقہ جاریہ ہے۔ براہ کرم اپنی استطاعت سے بھی بڑھ کر تعمیر میں حصہ لیں۔ رابطہ نمبر 0333-9622607.....0334-8254776 عالمی مجلس کوہاٹ!

حیدرآباد میں توہین رسالت کا دلخراش واقعہ!

(نامہ نگار، ورپورٹر)

حیدرآباد میں بھی ۱۶رستمبر۲۰۱۲ء بروز اتوار غلامان حضرت محمد ﷺ توہین رسالتؐ کے خلاف اپنا احتجاج ریکارڈ کرا رہے تھے۔ حیدرآباد شہر اور بازار مکمل بند تھا۔ اس دوران نصراللہ نامی شخص آیا اور اس نے استفسار کیا کہ مارکیٹ کیوں بند کی ہے۔ مسولین نے جواب دیا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کی گستاخی ہوئی ہے۔ اس لئے ہم نے دکانیں بند کی ہیں۔ تو نصراللہ نے جواباً سخت دلخراش، خطرناک کلمات پیغمبر اسلام ﷺ اور امہات المومنینؓ کے متعلق کہے۔ جس پر موقع پر موجود نجیب اللہ نامی شخص نے نصراللہ کے منہ پر ہاتھ رکھا اور کہا کہ توبہ کرو۔ تم نے یہ کلمات کہہ کر بہت بڑا گناہ کیا ہے۔ بعدازاں مقامی علماء کرام اس بات کی تحقیق کے لئے نصراللہ کو ملنے کے لئے آئے۔ جس پر نصراللہ کی طرف سے فائرنگ کی گئی۔ مقامی نوجوان محمد افضل کے سر پر گولی لگی۔ نصراللہ نے اس کے بعد معصوم بننے کے لئے (باوجود اس کے کہ توہین رسالتؐ بھی کی اور ساتھی کو زخمی بھی کیا) پولیس کو اپنے گھر بلا کر ایف آئی آر درج کرائی۔

۱۷رستمبر صبح ہٹری تھانہ میں اس کے خلاف 295-C کے تحت امیر جمعیت علماء اسلام مولانا تاج محمد نے شہر کے دیگر علماء کرام کے ساتھ مل کر ایف آئی آر درج کرائی۔ اس مسئلے کے تمام پہلو پر غور وفکر کرنے اور اس کے حوالے سے لائحہ عمل طے کرنے کے لئے ۱۷رستمبر بعد عشاء دفتر ختم نبوت اور ۲۳رستمبر کو مفتاح العلوم میں شہر کے تمام علماء کرام کا اجلاس ہوا۔ اجلاس میں وفاق المدارس، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، جمعیت علماء اسلام، اہلسنت والجماعت کے حضرات اور عظیم دینی درسگاہیں مفتاح العلوم، مظاہر العلوم، ریاض العلوم ودیگر دینی مدارس کے مفتیان کرام شریک ہوئے۔ اجلاس میں مدعی کچلول خان ولد خان داد اور گواہوں نجیب اللہ خان، حکیم سعید، فیروز خان، اکرام اللہ، معاذ اللہ خان، ہاشم صاحب، سعید خان، خانم اللہ، روحان خان کے بیانات سنے گئے۔

نصراللہ خان نے اپنی حمایت میں اپنے آپ کو معصوم ثابت کرنے کے لئے تین مزدوروں کو بھی استعمال کیا کہ میرے حق میں یہ گواہی دیں کہ میں نے یہ کلمات نہیں ادا کیے۔ مگر ان مزدوروں نے مفتاح العلوم میں مفتیان کرام کے سامنے اجلاس میں گواہی دی کہ ہمیں بہلا پھسلا کر لایا گیا۔ اصل حقیقت سے ہم واقف نہیں ہیں اور ہم تو عین واقعہ کے وقت موجود ہی نہیں تھے۔ اسی طرح نصراللہ خان اپنی حمایت میں دو اور نوجوانوں انگز خان پٹھان اور فدائے نظر پٹھان کو بھی اپنے حق میں بطور گواہی کے پیش کیا۔ مگر یہ دونوں نوجوان بھی نصراللہ کے خلاف جج ملک حسان جوڈیشل مجسٹریٹ نمبر۶ کی عدالت میں ۱۶۶ کے تحت بیان ریکارڈ کرا چکے ہیں۔ اسی طرح نصراللہ کی طرف سے یہ واویلا بھی کیا گیا کہ میرا ان سے کاروباری تنازع تھا۔ جس پر مجھے انتقام کا نشانہ بنایا گیا۔ مگر یہ بھی ایک

کھلا جھوٹ تھا۔ کیونکہ ان کے مابین جو تنازع تھا وہ واقعہ سے ایک ماہ چند یوم قبل جرگہ نے پختون روایات کے مطابق فیصلہ کیا تھا کہ نصر اللہ بطور جرمانہ کے نجیب اللہ کو ۵۰ ہزار اور دو بکرے ادا کرے گا۔ مگر نجیب اللہ نے یہ کہہ کر کہ نصر اللہ میرا پرانا جگری دوست تھا۔ اس سے رقم اور بکرے لوں۔ اس کو معاف کیا اور گلے لگایا۔ اس واقعہ کی گواہی حاجی عصمت اللہ صاحب اور ان کے رفقاء نے مفتاح العلوم میں دی۔ اسی طرح نجیب اللہ نے بھی بارہا یہ بات کی کہ علماء کرام کی ایک کمیٹی بنائی جائے۔ ہمارے تنازعات کے حوالے سے تحقیق کی جائے کہ اگر ہمارے درمیان کوئی چپقلش ثابت ہو جائے تو میرا منہ کالا کر کے گدھے پر بٹھا کر شہر میں گھمایا جائے۔

تمام علماء کرام نے فیصلہ کیا کہ گستاخ رسول کو گرفتار کیا جائے اور اس پر توہین رسالت کا مقدمہ چلایا جائے اور جرم ثابت ہونے پر کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ نصر اللہ خان ۲۸ رستمبر کو سیشن کورٹ میں اپنی ضمانت کے لئے آیا۔ ضمانت مسترد ہوئی اور سیشن کورٹ کے احاطے سے اسے گرفتار کر لیا گیا۔ ۱۶ رستمبر تا ۳ رنومبر ڈیڑھ ماہ کی جدوجہد کے بعد چالان پیش ہوا۔ اس عرصے میں کافی نشیب وفراز آئے۔ گستاخ رسول کو راہ دینے کی کوشش کی گئی۔ مگر جناب فاروق آزاد کی مسلسل شب وروز کی محنت اور تمام دینی ومذہبی جماعتوں اور مدارس کے حضرات کی دعاؤں کے طفیل اللہ پاک نے مدد فرمائی۔ ہمارے رفقاء ان کی تمام چالوں کے سامنے سد سکندری بن گئے۔ اب کیس دہشت گردی کورٹ میں چلے گا۔ اللہ رب العزت کامیابی نصیب فرمائیں۔

امیر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضرت مولانا عبدالمجید لدھیانوی صاحب کی خدمت میں کیس کی رپورٹ پیش کی اور دعاؤں کی درخواست کی۔ حضرت نے کیس کی کامیابی کے لئے دعاؤں سے نوازا۔

اس کیس میں وفاق المدارس، جمعیت علماء اسلام، اہل سنت والجماعت، دینی مدارس، مفتاح العلوم، مظاہر العلوم، ریاض العلوم کے حضرات شہر بھر خصوصاً ہالہ ناکہ کے علماء کرام گواہان سب کی محنت وجدوجہد قابل تحسین ہے۔ سب حضرات کیس کے لئے اپنا کردار ادا کر رہے ہیں۔

مختلف مساجد میں مبلغین ختم نبوت کے خطباتِ جمعہ

ملتان: ۹ رنومبر ۲۰۱۲ء بروز جمعہ کو عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین نے یہاں کی مختلف مساجد میں عقیدۂ ختم نبوت کی ضرورت واہمیت اور منکرین ختم نبوت مرزائیوں اور قادیانیوں کے عقائد ونظریات پر خطاب کیا۔ یاد رہے کہ جامع مسجد الصادق محمود کوٹ بوسن روڈ پر واقع ہے جس کے گردونواح میں کچھ قادیانی آباد ہیں۔ اسی لئے وقتاً فوقتاً مبلغین ختم نبوت کے بیانات رکھے جاتے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں کے ایمان تازہ ہوں۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں قادیانیت کی زہرناکی سے آگاہ کیا جاسکے۔ چنانچہ ۹ رنومبر کو مولانا عبدالرزاق مبلغ ختم نبوت اوکاڑہ نے مسجد الصادق میں خطبہ جمعہ دیا۔ مولانا محمد اسلم مبلغ خوشاب نے جامع مسجد ٹبی والی میں، مولانا ریاض احمد وٹو مبلغ شیخوپورہ نے جامع مسجد المصطفیٰ میں جبکہ مولانا توصیف احمد مبلغ حیدرآباد نے جامع مسجد اللہ والی میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کیا۔

جماعتی سرگرمیاں!

ادارہ!

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۱،۲۲،۲۳ / ذی الحجہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۷،۸ / نومبر ۲۰۱۲ء کو دفتر مرکزیہ ملتان میں منعقد ہوا۔ اجلاس کی تین نشستیں ہوئی۔ اجلاس میں مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری، مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا قاضی احسان احمد کراچی، مولانا توصیف احمد حیدرآباد، مولانا تجمل حسین نوابشاہ، مولانا مختار احمد تھرپارکر، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا مفتی محمد راشد مدنی رحیم یارخان، مولانا محمد اسحاق ساقی بہاول پور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاول نگر، مولانا عبدالرزاق مجاہد اوکاڑہ، مولانا عزیزالرحمٰن ثانی لاہور، مولانا ریاض احمد شیخوپورہ، مولانا محمد عارف گوجرانوالہ، مولانا محمد قاسم منڈی بہاؤالدین، مولانا مفتی محمد خالد میر آزاد کشمیر، مولانا زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا محمد طیب فاروقی اسلام آباد، مولانا غلام مصطفیٰ چناب نگر، مولانا محمد خالد سرگودھا، مولانا محمد اسلم خوشاب، مولانا عبدالستار حیدری بھکر، مولانا محمد اقبال ڈیرہ غازیخان، مولانا قاضی عبدالخالق مظفرگڑھ، مولانا عبدالحکیم نعمانی ساہیوال، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا خبیب احمد ٹوبہ ٹیک سنگھ، مولانا عبدالرشید سیال فیصل آباد سمیت کئی ایک حضرات نے شرکت کی۔ پہلے اجلاس کی صدارت مولانا عزیزالرحمٰن جالندھری مدظلہ نے کی۔ اجلاس میں گزشتہ سہ ماہی میں وفات پاجانے والے جماعتی عمائدین، دینی رہنماؤں اور کارکنوں کے ایصال ثواب کے لئے فاتحہ خوانی اور دعائے مغفرت کی گئی۔ اجلاس میں آئندہ سہ ماہی کے تبلیغی پروگرام، ردقادیانیت کورسز ترتیب دیئے گئے اور طے کیا گیا کہ آنے والے سال میں نوابشاہ، ملتان، گوجرانوالہ میں عظیم الشان کانفرنسیں کی جائیں گی اور کانفرنس کے مقام، تاریخ، مقامی جماعتوں سے رابطے اور مقررین سے رابطہ کے لئے کمیٹیاں تشکیل دی گئیں۔ اجلاس میں طے کیا گیا کہ ۱۵ / محرم الحرام ۱۴۳۴ھ سے مجلس کی رکنیت سازی شروع کی جائے گی۔ پچیس سے ایک سو اراکین تک ایک ممبر مرکزی مجلس عمومی کے لئے منتخب کیا جائے گا۔ ایک سو ممبران سے اگر زائد ہوں تو ہر سو پر ایک ممبر مجلس عمومی کے لئے منتخب کیا جائے گا۔ مقامی جماعتوں سے کہا گیا کہ مجلس کے دستور کے مطابق عہدیداروں کا انتخاب کریں۔ دستور سے زائد عہدیداران غیر دستوری شمار ہوں گے۔ آنے والے سال چناب نگر کانفرنس سے پہلے ممبر سازی اور تشکیل جماعت کا مرحلہ مکمل ہوجانا چاہئے۔ اجلاس میں طے ہوا کہ ماہ ربیع الاول میں میلاد خاتم الانبیاء کانفرنسوں کے نام سے اجتماعات منعقد کئے جائیں اور سرور دو عالم ﷺ کی سیرت طیبہ اور عقیدہ ختم نبوت، ناموس رسول اور محبت رسول ﷺ کے عنوانات پر خطاب کئے جائیں۔ اجلاس میں مزید لٹریچر کی اشاعت کا فیصلہ کیا گیا۔ سندھی زبان میں مزید لٹریچر کی اشاعت کی اجازت دی گئی۔ ہفت روزہ ختم نبوت کراچی، ماہنامہ لولاک کی اشاعت وترسیل کے متعلق بھی فیصلے ہوئے۔ آئندہ سہ ماہی میں احتساب قادیانیت جلد نمبر سولہ کی تلخیص اور مطالعہ کی تمام مبلغین کو ہدایت کی گئی۔ جبکہ ایک قرارداد میں

سزائے موت کو عمر قید میں تبدیل کرنے کے فیصلہ پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا گیا کہ حکمران امریکہ سمیت مغربی آقاؤں کو خوش کرنے کے لئے ناموس رسالت کے تحفظ کے قانون میں ترمیم اور اسے غیر موثر کرنے کے لئے اگر کوئی عزم رکھتے ہیں تو اسلامیان پاکستان اس کے مقابلہ میں سد سکندری بن جائیں گے اور دفعہ نمبر ۲۹۵سی کی آڑ میں گستاخ رسول ایکٹ کو غیر موثر یا تبدیل کرنے کی اجازت نہیں دیں گے۔

ردقادیانیت کورسز

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کی طرف سے درج ذیل مقامات پر ختم نبوت کورسز منعقد کرنے کا فیصلہ ہوا۔

تاریخ	مقام	استاذ
یکم،۲،۳؍دسمبر	خوشاب	مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد اکرم طوفانی
۴،۵،۶؍دسمبر	ٹوبہ ٹیک سنگھ	مولانا محمد اسماعیل، مولانا خبیب احمد
۷،۸،۹؍دسمبر	فیصل آباد	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا غلام محمد
۱۰تا۱۴؍دسمبر	جھنگ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا غلام حسین
۲۰تا۲۳؍دسمبر	سکھر	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی مولانا مفتی محمد راشد مدنی
۲۴،۲۵؍دسمبر	لاڑکانہ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد راشد مدنی
۲۶،۲۷؍دسمبر	گمبٹ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا تجمل حسین
۲۹تا۳۱؍دسمبر	نوابشاہ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا تجمل حسین
یکم تا۴؍جنوری		حسب صوابدید مولانا محمد علی صدیقی
۵،۶؍جنوری	راجن پور	مولانا بشیر احمد، مولانا محمد اسماعیل، مولانا محمد اقبال
۱۲،۱۳؍جنوری	بہاول پور	مولانا اللہ وسایا، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی
۱۷تا۱۸؍جنوری	اوکاڑہ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالرزاق مجاہد
۱۹تا۲۱؍جنوری	لاہور	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی
۲۲،۲۳؍جنوری	گوجرانوالہ	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد عارف
۲۴تا۲۶؍جنوری	منڈی بہاؤالدین	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا محمد قاسم رحمانی
۲۷،۲۸؍جنوری	خانیوال	مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی، مولانا عبدالستار گورمانی

قادیانیوں نے اپنے آپ کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کر کے ملکی آئین سے بغاوت کی

ساہیوال: عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے فرمایا ہے کہ دنیا کا تمام نظام اللہ تعالیٰ کی طاقتور قدرت پر اور قرآن کریم حضور اکرم ﷺ کی عالمگیر نبوت و رسالت پر

دلالت کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کفار اور شرک کرنے والوں کا سخت ترین محاسبہ کریں گے۔ قرب قیامت میں تمام اسلام دشمن طاغوتی عناصر مسلمانوں پر ظلم و سفاکیت کی یلغار کریں گے۔ ہمیں پوری جرأت ایمانی کے ساتھ توحید و رسالت کے منکرین کا مقابلہ کرنا ہوگا اور ان کی اسلام دشمن لابنگ کا ادراک کرنا ہوگا۔ قادیانیوں نے اپنے کو غیر مسلم اقلیت تسلیم نہ کر کے ملکی تاریخ مین سب سے پہلے آئین پاکستان سے بغاوت کی بنیاد رکھی۔ وہ یہاں جامع مسجد شہداً فرید ٹاؤن میں جمعہ کے اجتماع سے خطاب کر رہے تھے۔ اس موقع پر مولانا عبدالحکیم نعمانی، قاری منظور احمد طاہر، مولانا محمد عمران اشرفی، محمد آصف راجپوت، حاجی بشیر احمد جالندھری اور بھائی عبیداللہ سمیت متعدد مذہبی و سماجی شخصیات موجود تھیں۔ انہوں نے کہا کہ ملک مین فرقہ واریت اور کارپوریٹ کلچر کو پرموٹ کرنے والی ایجنسیوں کو ختم کیا جائے تو اسلامی نظام ملک کا مقدر بن سکتا ہے۔ ملک کو اسلامی و فلاحی ریاست بنانے کی بجائے سیکولر اسٹیٹ بنانے کا ایجنڈا صرف خام خیالی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں مذہبی منافرت اور قتل و غارت کے پس پردہ قادیانی ماسٹر پلان کام کر رہا ہے۔ قادیانی گروہ عقیدۂ ختم نبوت سے مسلمانوں کی توجہ ہٹانے اور اپنے کفریہ عقائد کو چھپانے کے لئے لسانی جماعتوں سے فرنٹ لائن کا کردار ادا کروا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عقیدۂ ختم نبوت سے ہمیں معاملات میں یکجہتی اور اجتماعیت کا درس ملتا ہے۔ شورائی نظام کے تحت چلنے والے اداروں اور تنظیموں پر اللہ تعالیٰ کی خاص نصرت اور بے پناہ رحمتوں کا نزول ہوتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ دنیا کی بے ثبات اور فانی زندگی کی آرائش کے لئے کسی کمزور کی حق تلفی کرنا اور اس کے مال و متاع پر ناجائز قبضہ کرنا تعلیمات نبوی سے انحراف اور خسران آخرت ہے۔ تمام مسلمانوں کی عزت اور ان کے اموال کو اپنی عزت اور اپنا مال تصور کر کے امانت و دیانت کے فلسفے کو پروان چڑھائیں۔ بعدازاں جامع مسجد مدینہ میں مولانا نور محمد کے پروگرام میں شرکت فرمائی اور کارکنوں کو ہدایت دیتے ہوئے فرمایا کہ عالمی میڈیا پر قادیانیوں کے اثر و رسوخ کو روکنے کے لئے عالم اسلام اور مبلغین ختم نبوت کو منظم اور مربوط حکمت عملی اپنانا ہوگی۔

ساہیوال میں مرکزی ناظم اعلیٰ مدظلہ کی دعوتی و تنظیمی مصروفیات

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی ناظم اعلیٰ حضرت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ اپنی ضعیف العمری اور پیرانہ سالی کے باوجود ساہیوال کے دو روزہ تبلیغی و دعوتی پروگرام پر تشریف لائے۔ ۲؍نومبر کی صبح کو دفتر ختم نبوت مسجد رحیمیہ ریلوے روڈ چیچہ وطنی میں مختصر قیام کیا۔ تنظیمی و جماعتی امور کا جائزہ لیا۔ جماعتی نظم و نسق کو آگے بڑھانے کے لئے کارکنان ختم نبوت کو اپنی قیمتی آراً اور مفید مشوروں سے نوازا۔ دفتر ختم نبوت چیچہ وطنی میں مبلغ مولانا عبدالحکیم نعمانی، حافظ محمد اصغر عثمانی اور محمد الیاس قادری نے آپ کا استقبال کیا۔ اس موقع پر کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مرزا قادیانی کے شیطانی الہامات اور ابلیسی اوہام کو روحانی خزائن کہنے کی بجائے شیطانی خزائن سے تعبیر کرنا چاہئے۔ قادیانی کفریہ عقائد کی تردید کے لئے سب سے پہلے مرزا قادیانی کی کتابوں کے حوالہ جات سے گفتگو کا آغاز ہو، کیونکہ مرزا قادیانی کی کتابیں کذب بیانی، مغلظات، جھوٹی پیشگوئیوں، تکرار اور تضادات سے بھری پڑی ہیں۔ یہاں سے آپ ساہیوال کے لئے عازم سفر ہوئے۔ مولانا عبدالحکیم نعمانی بھی ہمراہ تھے۔ جامع

مسجد شہداً فرید ٹاؤن میں جمعۃ المبارک کے عظیم اجتماع سے آپ نے مثالی اور اصلاحی بیان کیا۔ جامع مسجد شہداً کے منتظمین اور خطیب مولانا قاری منظور احمد طاہر، حاجی بشیر احمد، محمد عبداللہ اور بھائی محمد آصف اور دیگر کارکن نے آپ کی آمد کا شکریہ ادا کیا۔ بعدازاں جامع مسجد مدینہ فرید ٹاؤن کے خطیب اور جامعہ علوم شرعیہ کے مدرس مولانا نور محمد کے پروگرام میں شرکت کی جس میں کثیر تعداد میں علماء کرام موجود تھے۔ مفتی محمد ذکاء اللہ کے پرخلوص اصرار پر دارالعلوم ساہیوال کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے نوازا، مفتی ذکاء اللہ نے مدرسہ کی کارکردگی اور رپورٹ پیش کی۔ آپ نے مفتی ذکاء اللہ کی دینی خدمات کو سراہا اور ادارہ کی تعمیر وترقی کے لئے اخلاص بھری دعاؤں سے نوازا۔ مغرب کی نماز کے بعد جامعہ محمدیہ کوٹ ۶/۸۵۔آر میں تجوید وقرأت اور ترجمۃ القرآن کی کلاسز کی افتتاحی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے علماء کرام، طلباو طالبات کو پندونصائح فرمائیں اور دینی مدارس اور ملک کی تازہ ترین صورتحال پرسیر حاصل گفتگو فرمائی۔ رات کا قیام جامعہ محمدیہ میں ہوا۔ ۳ر نومبر کی صبح کو جامع مسجد میں درسِ قرآن دیا اور بخاری قبرستان میں اکابرین جامعہ رشیدیہ اور علوم شرعیہ کے قبور پر فاتحہ خوانی کی۔ بعدازاں جامعہ رشیدیہ تشریف لائے۔ جامعہ کے مہتمم اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی امیر مولانا کلیم اللہ رشیدی نے آپ کا استقبال کیا۔ جامعہ رشیدیہ کے اکابرین کی دینی خدمات کے تذکرہ پر مجلس میں روحانی کیف وسرور پیدا ہوگیا۔ جامعہ کے تمام شعبوں اور انتظامات کے متعلق بھی دلچسپ تبادلۂ خیال ہوا۔ جامعہ کے تمام شعبوں اور انتظامات کے حوالہ سے جامعہ رشیدیہ کے جرأت مندانہ اور دلیرانہ کردار کو سراہا اور اکابرین جامعہ رشیدیہ کو شاندار الفاظ میں خراج عقیدت پیش کیا۔ علاوہ ازیں عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے قدیم مبلغ مولانا محمد یارؒ کے صاحبزادہ مولانا مطیع الرحمٰن کی طرف سے دیئے گئے ظہرانے میں شرکت کی۔ مولانا مرحوم کی یادگار مدرسہ انوار مدینہ احمد نگر میں تھوڑی دیر قیام فرمایا، اس دوران مولانا محمد عالم طارق کے فرزند مولانا احسن عالم اور مولانا محمد عثمان حیدر نے آپ کی زیارت کے لئے حاضر ہوئے۔ مجلس شہداً ختم نبوت اور شہداً ناموس صحابہؓ کے تذکروں سے معطر رہی۔ اس کے بعد آپ خانقاہ گیارہ ایل کے بانی وولی کامل حضرت مولانا پیر جی عبدالعزیز رائے پوریؒ کی قبر مبارک پر فاتحہ خوانی کی اور ملتان کے سفر کے لئے عازم ہوئے۔ اللہ تعالیٰ مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کو عمر نوح عطا فرمائے۔ جنہوں نے اپنی نقاہت اور پیرانہ سالی کے باوجود انتہائی شفقت کا معاملہ کرتے ہوئے تمام کارکنوں کی حوصلہ افزائی کی اور تحفظ ختم نبوت کے مقدس مشن کی آبیاری کے لئے تشریف لائے۔

ختم نبوت کانفرنس لاڑکانہ

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت وجمعیت علماء اسلام کے زیراہتمام لاڑکانہ نظر محلہ میں عظیم الشان سالانہ ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی۔ کانفرنس میں حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو، مولانا قاضی احسان احمد، مولانا عبداللطیف اشرفی، مولانا محمد حسین ناصر، مولانا رحیم بخش سومرو کے بیانات ہوئے۔ ہدیہ نعت الحاج امداد اللہ پھلپھوٹو اور مولانا دھنی بخش چاچڑ نے پیش کیا۔ حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو نے اپنے خطاب میں کہا کہ اسلام کے خلاف سازشوں پر مسلم حکمراں متفقہ لائحہ عمل اپنائیں۔ مسلمان عظمت مصطفیٰؐ کے لئے اپنی جانیں نچھاور کرنے کا جذبہ بھی

رکھتے ہیں۔ پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ کی شان میں گستاخی کر کے یورپ اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کر رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت کو عالمی سطح پر قابل نفرت اور قابل تعزیر جرم قرار دیا جائے۔ آزادیٔ اظہار کا یہ مطلب نہیں کہ برگزیدہ ہستیوں کو نشانہ بنایا جائے۔ دنیا مذہبی شدت پسندی کے خطرات سے دوچار ہے۔ شرپسند عناصر نے کائنات کی سب سے بڑی ہستی کو نشانہ بنانے کی کوشش کی ہے۔ لیکن مسلمان کٹ سکتا ہے۔ مر سکتا ہے۔ امام الانبیاء ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت نہیں کر سکتا۔ مولانا قاضی احسان احمد نے اپنے بیان میں کہا کہ اللہ رب العزت نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام کو بے شمار صفات عطا کیں۔ تمام انبیاء کرام امانت دار صادق تھے۔ تمام عیوب سے پاک تھے۔ تمام انبیاء کرام کو وحی ان کی اپنی زبان میں آتی تھی اور ان پر وحی لانے والے فرشتہ کا نام جبرائیل تھا اور جہاں نبی کا انتقال ہوا وہی جگہ ان کا مدفن بنی۔ تمام انبیاء کرام کا نام مفرد تھا۔ مرکب نہ تھا۔ اس کے برعکس مرزا قادیانی کا نام بھی مرکب تھا، جھوٹا تھا، زانی تھا، شرابی تھا، خائن تھا، دھوکہ باز تھا۔ براہین احمدیہ کے نام پر لوگوں سے چندہ لیا کہ پچاس جلدیں لکھوں گا پھر پانچ جلدیں لکھ کر باقی رقم ہڑپ کر گیا۔ انہوں نے کہا کہ تمام مسلمان اس قادیانی فتنہ کے خلاف بھرپور محنت کریں۔ مولانا عبداللطیف اشرفی نے اپنے خطاب میں کہا کہ دنیا کا نظام تباہ ہو جائے سورج ستارے بے نور ہو جائیں یہ سب کچھ ہو سکتا ہے لیکن آپ ﷺ کی زبانِ مبارک سے نکلی ہوئی بات غلط نہیں ہو سکتی۔ آپ ﷺ نے متعدد مرتبہ فرمایا: ''میں آخری نبی ہوں، میرے بعد کوئی نبی نہیں۔'' اب کوئی قادیانی، مرزائی منکر حدیث اس کے خلاف بات کرے تو ہم کہیں گے تم جھوٹے ہو، کذاب ہو، دجال ہو۔ مولانا محمد حسین ناصر نے اپنے بیان میں کہا کہ ہم لاڑکانہ نظر محلہ کے قادیانیوں کو دعوتِ اسلام دینے کے لئے آئے ہیں کہ وہ مرزا قادیانی کے اوپر لعنت بھیج کر آپ ﷺ پر ایمان لے آئیں۔ جہنم سے بچ کر جنت میں جانے والے بن جائیں۔ رات دو بجے حضرت مولانا ڈاکٹر خالد محمود سومرو کی دعا پر کانفرنس ختم ہوئی۔

دعائے صحت کی اپیل

ملک کے معروف خطیب اور عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت سرگودھا کے معاون مبلغ مولانا محمد خالد کے والد محترم مولانا یار محمد عابد مدظلہ کافی عرصہ سے علیل ہیں۔ ادارہ ان کی صحت و سلامتی کے لئے دعا گو ہے۔

MONTHLY LAULAK MULTAN REGD. Number M-108

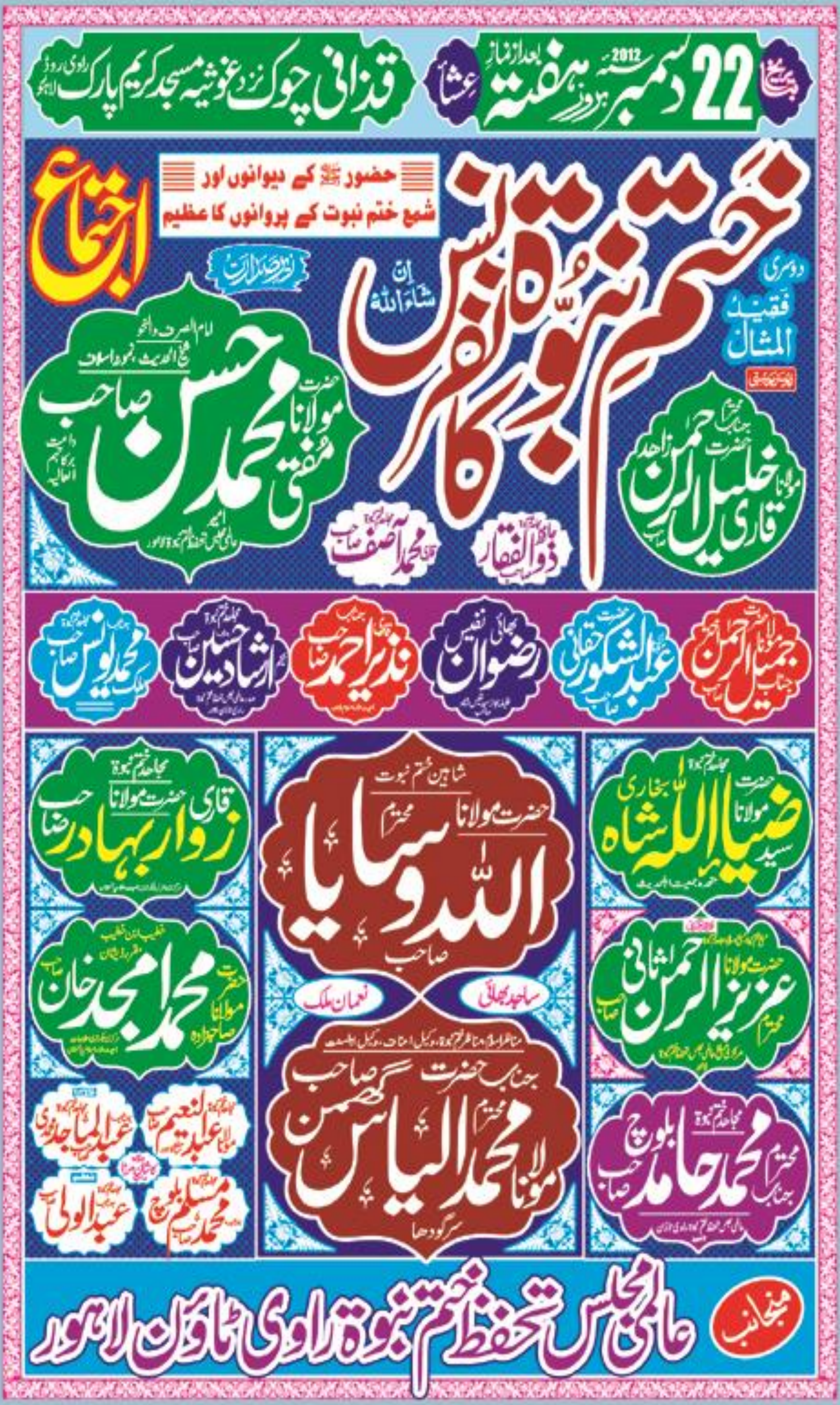

قیمت فی شمارہ-/10روپے　　قیمت سالانہ-/100روپے